فیضِ سخن

مجموعۂ کلام

(حمد، نعت، مناقب، غزلیات ومتفرقات)

حافظ امجد محمود بگھاروی

فیضِ سخن

مجموعۂ کلام

(حمد، نعت، مناقب، غزلیات و متفرقات)

حافظ امجد محمود بگھاروی

جملہ حقوق بحقِ مصنّف محفوظ ہیں

نام کتاب : فیضِ سخن

کلام : حافظ امجد محمود بگھاروی

بار : اوّل

سرورق : محمد طارق اعظم

کمپوزنگ : محمد اشتیاق خاکی

حروف خوانی: قاری ظفر محمود، حافظ محمد اقبال، محمد اشتیاق خاکی

ناشر : آرٹ سائٹ ڈیزائنرز اینڈ پرنٹرز

معاونِ طباعت: محمد عبد الحلیم، قاری ارشد محمود بگھاروی

سنِ طباعت: 2017ء

تعدادِ اشاعت: 1000

ملنے کا پتہ:

برطانیہ:

36 EASTHAM AVENUE, BURY, LANCASHIRE, BL9 5HL, U.K

پاکستان:

جامعہ رحیمیہ، رحمٰن آباد، جیوڑہ روڈ، کہوٹہ، راولپنڈی

ای میل: amjadmahmood92@gmail.com

amjad-mahmood@hotmail.co.uk

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
9	انتساب	1
10	تقریظ (از حضرت علّامہ پروفیسر ڈاکٹر پیر ساجد الرحمٰن مدّ ظلہٗ العالی)	2
12	تقریظ (از حضرت مولانا مفتی قاری عبد الرّحیم نقشبندی)	3
17	عرضِ بے ہنر	4
	حمدِ باری تعالیٰ	
23	لآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ	6
25	مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات	7
27	حمدیہ رباعیات	8
29	دعائیہ قطعہ	9
	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	
31	محبوبِ یزداں، شاہِ رسولاں ﷺ	11
35	گیسوئے مُعنبر کی مہک لے کے چلی ہے	12
37	تری ذات سے لَو لگائی گئی ہے	13
39	مدحِ شہِ کونین میں یارب وہ اثر ہو	14
41	نگاہِ شوق ہے سرشار تیرے کُوچے میں	15
43	یاد جب وہ شہِ فردوس وارَم آتے ہیں	16
45	قبلہ گاہِ دل وجاں کُوئے رسولِ عَرَبیؐ	17

18	وہ پیکرِ جمال بھی کیالاجواب ہے!	47
19	جو مُصطفیٰؐ کی گلی کے فقیر کہلائے	49
20	عشقِ احمدؐ ہو رَقم خامۂ غمّاز کے ساتھ	51
21	ایسا محبوبِ کبریا نہ ہُوا	53
22	”خدا کرے کہ وہ لمحہ پھر ایک بار آئے“	55
23	ماہِ نبوّت، مہرِ رسالت، نُورِ مُبیں کی آمد ہے	57
24	مُجھ پر بھی کرم ہو مِرے سرکارِ مدینہؐ	59
25	وہ صورتِ نادِیدہ بسی ہے خیال میں	61
26	میں جیوں سیّدِ کونینؐ کا شیدا ہو کر	63
27	دل جو مشغولِ ثنائے شہِ لولاکؐ ہوا	65
28	یاد سے ان کی مرا قلب جو معمور رہا	66
29	یہ رنگ، یہ نکہت، یہ ضیا ہے ترے دم سے	67
30	کھڑا ہوں دشتِ غم میں کب سے تنہا یارسول اللہؐ	69
31	بہ فضلِ خدا ذکر اونچا رہے گا	71
32	یہ کرم اے مرے آقاؐ کرنا	73
33	دربارِ رسالت میں گنہگار کھڑا ہے	75
34	اے دل سمائی تجھ میں تمنّا جہاں کی ہے	77
35	کوئی صورت نہ تصوّر میں بسی تیرے بعد	79
36	بروزِ حشر اُمّت پر کرم کی انتہا ہو گی	81
37	آمدِ شاہؐ کا لمحہ جو قریب آتا ہے	83
38	جاگ اُٹھا بختِ رَسا، ہونے کو شامل، پہنچا	84
39	جو دل و جاں سے غلامِ شہِ کونینؐ ہوا	85
40	مرحبا! سیّدِ عالمؐ، شہِ ذیشانؐ آئے	87
41	مجھ گنہگار کو مدحت کا قرینہ بخشا	89
42	جاں محوِ شوق، دل کو لگن ان کے در کی ہے (تضمین)	90
43	لطف ہو جائے جو عاصی پہ بھی آقاؐ تیرا (تضمین)	93
44	شاہدِ حُسنِ وَحدَت پہ لاکھوں سلام (تضمین)	97

45	يَانَبِی سَلَامُ عَلَیکَ یَارَسُول سَلَامُ عَلَیکَ	102
	مناقب	
47	اے شہِ گلگوں قبا، اے تشنہ کامِ کربلا (بحضور امام حسینؓ)	108
48	چشمِ نم، قلبِ حزیں، نالہ ٔدل گیرِ ملا (بحضور امام حسینؓ)	110
49	اپنی متاعِ زیست ہے، ثروت حیات کی (بحضور شہدائے کربلاؓ)	112
50	لہو سے کر کے عیاں جادۂ وفا تنہا (بحضور امام حسینؓ و شہدائے کربلاؓ)	114
51	سکتے میں آسمان، زمیں محوِ یاس ہے (بحضور شہدائے کرب وبلاؓ)	116
52	بادِ چمن، نہ بوئے گلِ نسترَن میں ہے (بحضور آلِ عباؓ خانوادۂ سید الوریٰؐ)	118
53	اے شاہِ دیںؐ کے نُورِ عین، ظلمت کدہ جہاں ہے آج (بحضور شہدائے کربلاؓ)	120
54	سینے میں جس کے آلِؓ محمدؐ کا غم نہیں (بحضور اہلِ بیتِ اطہارؓ)	123
55	کیا درد بھری ہے تری رُوداد سکینہؓ (بحضور سیّدہ سکینہؓ)	125
56	نقیبِ رہِ مُرسَلاںؐ شاہِ جیلاںؒ (بحضور غوثِ پاکؒ)	127
57	یا غوثِ معظم، شاہِ ھدیٰ، تِری شانِ عُلیٰ کا کیا کہنا (بحضور سیدنا غوث الاعظمؒ)	130
58	حبیبِ ذاتِ ربّانی شہِ بغداد جیلانیؒ (بحضور غوث الاعظمؒ)	132
59	تِرا ہے سلسلہ سارا بہشتی (قطعہ بحضور خواجہ معین الدین چشتیؒ)	134
60	یا مُجدّدِ الفِ ثانیؒ تیری عظمت کو سلام! (بحضور حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ)	135
61	اُٹھا جب قلم دَر ثنائے مُجدّدِؒ (بحضور حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ)	139
62	جلالِ ذات کا مظہر مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں (بحضور حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ)	144
63	زہے عالی مقامی یا مُجدّدؒ (بحضور حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ)	146
64	وادیٔ اہلِ حق، خطۂ پُر وقار، کشورِ اولیاء اے زمینِ بگھار (بحضور خواجگانِ بگھار شریف)	148
65	فروغِ چشم، رُوئے ضوفشاں ہے خواجہ ھاشمؒ کا (بحضور حضرت خواجہ محمد ھاشمؒ)	150
66	شمعِ حق، کاشفِ محجوب، ہیں خواجہ یعقوبؒ (بحضور حضرت خواجہ محمد یعقوبؒ)	152
67	میں گولی پیر بگھـــار دی ہاں	154
68	اے باخدا، قلندرِ یکتا، جہاں پناہ (بحضور حضرت پیر سیّد مُراد علی شاہؒ)	156
69	نہ ہوں کیونکر مِرے موضوعِ مِدحت بابا فضل اللہؒ (بحضور حضرت بابا فضل اللہؒ)	157
70	خدارا اِس طرف چشمِ کرم بابا عظیم اللہؒ (بحضور حضرت بابا عظیم اللہؒ)	159

161	وارثِ فقرِ محمدؐ، مرشِدِ روشن ضمیر (بحضور حضرت خواجہ میرؒ)	71
162	جنجوعہ قبیلے کا جو سلطان ہوا (بحضور حضرت دادا پیر کالاؒ)	72
163	مقامِ فقر کا روشن نشاں، خواجہ سلیٹھوی ہیں (بحضور حضرت خواجہ محمد الٰہیؒ)	73
165	شوکتِ فقر ہے، اللہ کی بُرہاں ہے نصیرؒ (بحضور پیر سیّد نصیر الدین نصیرؒ)	74
167	واہ کیا اَرفع و اعلیٰ ہے مقامِ ممتازؒ (بحضور غازی ممتاز حسین قادریؒ)	75
169	سب کچھ ہے فدا، ختمِ نبوّتؐ کے لئے	76
170	پُرجوش ہے، مسرُور ہے راولپنڈی	77
171	بے خوف و خطر، جان کی لگا کر بازی (بحضور ممتاز حسین قادریؒ)	78
172	وہ بھی کیا دل ہے کہ جس دل میں نہیں حُبِّ وطن (مسدس در مدح سلیٹھہ)	79
176	زَہے! بُرہانِ شانِ کبریائی (بحضور حضرت پیر علاؤالدین صدیقیؒ)	80
177	وہ اَربابِ وفا کا راہبر تھا (قطعات بحضور حضرت پیر علاؤالدین صدیقیؒ)	81
180	حسنِ اَخلاق کا شہکار تھے اعظم چشتیؒ (بیاد مولانا محمد اعظم چشتیؒ)	82
	غزلیات	
182	بصد تلاش بھی دَردِ نہاں نہیں ملتا	84
185	ہمارا ذکر اُس بے مہر کے وِردِ زباں کیوں ہو	85
186	پھر بیخودی میں کیا ہمیں اپنی خبر ملے	86
187	جِس سَمت بھی یہ دیدۂ حیراں اُٹھایئے	87
189	اُس کی حسرت ہے جو اپنا نہ بنائے، نہ بنے	88
190	وہاں انسانیت کی خو نہیں ہے	89
191	ذکرِ جاناں ہم آج کرتے ہیں	90
193	ہستی کی کچھ ہوس نہ کوئی آرزو رہے	91
194	داغِ دل، زخمِ جگر کیسے دکھائے کوئی	92
196	سُرودِ عشق نہیں، مستیٔ نگاہ نہیں	93
197	چھڑ گئی بر سرِ محفل مِرے جذبات کی بات	94
199	یادِ جاناں کو کبھی دل سے نکالا نہ گیا	95
201	مضطرب روح کا باعث میری افتاد نہ ہو	96

97	کَربِ فرقت، ہجر کا دَرد والَم رہ جائے گا (آرزوئے فنا)	203
98	مچی ہے ہر طرف اِک دھوم جن کی نازنینوں میں	205
99	زندگی ہجر میں کیا یوں ہی گزر جائے گی (در غمِ فراق)	207
100	میں مُحِب وہ مرا محبوب ہوا، خوب ہوا	209
	متفرقات	
102	دِل خوں کے آنسو رویا شہیدوں کو دیکھ کر (وقتِ دعا)	211
103	دِین سے دُور نہ گر تارِکِ قرآں ہوتے (اشکِ قلم برحالِ خیر الامم)	215
104	یا شاہِ اُممؐ اُمّتِ عاصی پہ کرم ہو (التماس کرم بحضورِ شاہِ اممؐ)	218
105	وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَّلَا تَفَرَّقُوا	221
106	لَاتَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰه	226
107	سبز ہلالی پرچم	226
108	حبُّ الوطنِ مِنَ الایمان	227
109	الودع مادرِ وطن	228
110	بیاد مولانا قاضی عبد القیومؒ	229
111	بیاد مولانا محمد بشیر نقشبندیؒ	229
112	بیاد صوبیدار عبد الخالق مرحومؒ	230
113	بیاد قاضی محمد محمود مرحومؒ	230
114	بیاد قاضی عبد المجیدؒ	231
115	بیاد مولانا طارق محمود مرحومؒ	232
116	راہ و رسمِ منزل ہا	233
117	بہارِ نعت	235
118	دعا بدرگاہِ کریمِ مُطلق	236
119	ممتا	237
120	عنایتِ خاصِ حق تعالیٰ، عطائے خیرُ الانامؐ سہرا (جناب صاحبزادہ عزیز ہاشم)	238
121	عطائے حق تعالیٰ، نوشۂ خوشتر کا سہرا ہے (محمد افضل نقشبندی)	240
122	خدا کا فضل واحسان و کرم ہے خوشنما سہرا (راجہ محمد ثاقب)	242

244	بھتیجی کے ڈاکٹر بننے پر	123
244	ظہور حیدر افضل کی پیدائش پر	124
245	رُت آئی فیر بہاروے	125
246	بھائی جان ظفر کی سالگرہ پر	126
246	اپنی سالگرہ پر	127
247	محمد خادم بلال عنصر کی پیدائش پر	128

انتساب

یہ مرا گفتۂ بے کیف و پریشاں سیمابؔ
کاش اُن کی نظرِ کیف اثر سے گزرے

وادیٔ بگھار میں واقع مہبطِ انوارِ الٰہی، مرکزِ تجلّیاتِ ربّانی، مصدرِ فیضان، منبعِ علم و عرفان، خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ ھاشمیہ رحمانیہ یعقوبیہ کے عظیم المرتبت خواجگانِ والا تبار، حضراتِ کبار، مشائخِ عالی وقارؒ کے نام:

جن کا فیضِ نسبت اِس خانہ زادِ کُہنہ کا سرمایۂ حیات ہے۔

سگِ آستانۂ عالیہ بگھار شریف
امجد محمود

تقـــریظ

(از حضرت علّامہ پروفیسر ڈاکٹر پیر ساجد الرّحمٰن مدّ ظلہ' العالی

سجّادہ نشین خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ بگھار شریف، کہوٹہ، راولپنڈی

وسابق نائب صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علی سیّد

الانبیآء والمُرسَلِین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعِین

برّصغیر پاک وہند میں بسنے والی اُمّتِ محمدیہ ﷺ کو یہ اعزاز وافتخار حاصل ہے کہ اس کے ایک بیدار بخت اور فضلِ رب تعالیٰ سے سرشار طبقہ نے اُردو ادب کو "حمــد" اور "نعــت" کی صنف سے ثمر بار کر دیا۔ شاید ہی کوئی شعر گو ایسا ہو جسے اللہ جل شانہ' نے سخن کی دولت سے بہرہ مند کیا ہو اور اس نے اپنے کلام کو حمد اور نعت سے ممتاز نہ بنایا ہو۔ حضرت علامہ اقبالؒ کو اس طبقہ کا سرخیل قرار دینا ہرگز مبالغہ نہیں ہوگا۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

اس نعتِ معلیٰ میں کہے گئے اشعار فکرِ اقبال کا عروج ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے گدائے مصطفیٰ ﷺ قدومِ میمنت لزوم کو چُوم کر سوغاتِ عقیدت نچھاور کر رہا ہے۔

برّصغیر میں نعت کے میدان میں بریلی شریف سے اٹھنے والی سینوں کی ترجمان

آواز، حضرت مولانا احمد رضا خانؒ نے جس سوز و مستی میں ڈوب کر الفاظ کو زینت بخشی اور نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کہی، وہ عشق و ادبِ رسول اللہ ﷺ کی تاریخ کا ایک نیا باب ہے۔ اگر سارے نعتیہ ادب کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ''مصطفیٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یہ پلڑا بھاری ہو گا۔

الغرض نعت گو شعراء کی اتنی طویل فہرست ہے کہ **لاتُحصُوھا**۔ البتہ دورِ حاضر کے قادرالکلام نعت گو اور خوش گلو شاعر، ممدوحِ محترم حضرت پیر نصیر الدین نصیؔر گولڑویؒ کے کلام کو جو مقبولیتِ عامہ حاصل ہوئی، وہ حضرت پیر صاحبؒ کا اپنا نصیب ہے، کسی بھی مجلس میں سامعین کی توجہ کے حصول کے لیے مقرر یا نعت خواں کا پیر صاحبؒ کا کلام پڑھنا مجبوری بن گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ میرے عزیزِ محترم مولانا امجد محمود صاحب جو گرامی مرتبت حضرت مولانا قاری عبد الرحیم صاحب کے فرزندِ ارجمند ہیں، حضرت پیر صاحبؒ کے کلام اور اسلوبِ بیان سے متاثر ہیں اور شعر گوئی کے نہایت عمدہ ذوق سے متصف ہیں۔ ان کی شاعری میں شوکتِ الفاظ بھی ہے اور سوز و گداز بھی۔ برطانیہ کی سرزمین پر شعور کی آنکھ کھولنے والے نوجوان کے قلم سے اُردوئے معلّیٰ اور تراکیب و مترادفات کا استعمال دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے:

''اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ''۔

میں بارگاہِ رب العزت سے پر امید ہوں کہ یہ نوجوان عالم جو مجھے بہت ہی عزیز ہے، آنے والے وقت میں علم و فکر اور شعر و سخن کے آسمان کا ایک دمکتا ستارہ بنے گا۔

طالبِ خیر

ساجد الرحمٰن

مارچ ۲۰۱۴ء

بِسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحِیم

تقریظ

(از استاذ العماء والقرّاء حضرت مولانا مفتی قاری عبد الرّحیم نقشبندی مجدّدی مدّاللہ ظلہٗ العالی)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی

اللہ جلّ شانہٗ نے حضرتِ انسان کو عَلَّمَہُ البَیَان کے شرف واعزاز سے نوازااور تمام مخلوقات سے ممتاز و محترم فرمایا۔ علم اور ابلاغِ علم ہی انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا سبب ہے۔ شعر، بیان کا ایک منفرد اور حسین اسلُوب ہے جو تاریخِ انسانی کی تہذیب وتمدن کا اہم حصہ رہاہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشادِ مقدّس ہے:

وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الغَاوُنَ۔ ترجمہ: اور جو شعراء ہیں اُن کی پیروی بہکے ہوئے لوگ کرتے ہیں۔ سُورۂ شعراء اُن شعراء کے بارے میں نازل ہوئی جو حضورِ اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں تھے اور لوگوں کی شان میں قصائد لکھ کر دولت اور انعام واکرام حاصل کرتے تھے۔ لیکن اُس زمانۂ اقدس میں وہ شعراء بھی تھے جو اللہ تعالیٰ اور حضورِ اکرم ﷺ کی رضاو خوشنودی کے لئے اشعار کہتے تھے۔ اُن کے بارے میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ اِلَّا الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللہ کَثِیرًا۔ ترجمہ: بجز اُن شعراء کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ وہ مشہور شعراء جن کے بارے میں قرآنِ مجید کی یہ آیہءِ کریمہ نازل ہوئی اُن میں حضرت حسّان بن ثابتؓ، حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ، حضرت کعب بن مالکؓ اور حضرت کعب بن زُہیرؓ رِضوانُ اللّٰہِ علیهم اجمعین شامل ہیں۔

جب کفّار و مشرکین نے حضور نبیِ کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں ہَجو کی اور اہلِ ایمان کی دل آزاری کی گئی تو حضورِ اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق صحابہءِ کرامؓ نے مسجدِ نبوی میں منبر بچھایا۔ منبرِ رسول ﷺ پر حضرت حسّان بن ثابتؓ کو بٹھایا گیا اور آپؓ نے دشمنانِ اسلام کو منظوم جواب دیا۔

هَجَوتَ مُحَمَّداً فَاجبَتُ عَنهُ
وَعِندَاللّٰہِ فِی ذَاکَ الجَزَاءُ

ترجمہ: اے دشمنِ رسول تونے میرے محبوب ﷺ کی جناب میں نازیبا باتیں کیں، اور میں اس ہجو کا تمھیں جواب دے رہا ہوں۔ مجھے اُمّید ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس کی جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

وَاِنَّ اَبِی وَ وَالِدَتِی وَعِرضِی
لِعِرضِ مُحَمَّدٍ مِّنکُم وِقَاءُ

ترجمہ: اور بے شک میں اپنے باپ، اپنی ماں اور اپنی بیوی تک کو حضور ﷺ کی عزت پر قربان کر دونگا۔

وَاَحسَنُ مِنكَ لَم تَرَقَطُّ عَينِی
وَاَجمَلُ مِنكَ لَم تَلِدِ النِّسَاءُ

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ آپ جیسا خوبصورت انسان میری نظروں نے کوئی دیکھا ہی نہیں۔ آپ ﷺ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقتَ مُبَرّاءً مِّن کُلِّ عَیبٍ
کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک فرمایا۔ گویا کہ آپ ﷺ نے جیسے چاہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ویسا ہی بنایا۔

حضورِ اکرم ﷺ نے یہ اشعار سن کر حضرت حسّان بن ثابتؓ کیلئے دعائیہ جملے ارشاد فرمائے۔

مسجدِ نبوی کی تعمیر کے موقع پر حضورِ اکرم ﷺ اپنا یہ مبارک شعر ارشاد فرماتے رہے:

لاعیشَ اِلاَّ عیشَ الآخِرۃ
اللّٰھمّ ارحَمَ الاَنصَارَ وَالمُھَاجِرَۃ

ترجمہ: زندگی کوئی نہیں مگر آخرت کی زندگی ہے۔ یااللہ انصارِ مدینہ اور مہاجرینِ مکّہ پر رحم فرما۔

سرکارِ دوعالم ﷺ مدینہ طیّبہ سے اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ جب مقامِ ابواء پر پہنچے تو حضرت سیّدہ آمنہؓ نے بوقتِ وصال یہ اشعار پڑھے۔

فَاَنتَ مَبعُوثُ اِلَی الاَنَامِ
مِن عِندِ ذِی الجَلَالِ وَالاِکرَامِ

ترجمہ: اے محمد ﷺ آپ جن و انس کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ صاحبِ جلال والاکرام کی طرف سے۔

تُبعَثُ فِی الحِلِّ وَفِی الحَرَامِ
تُبعَثُ فِی التَّحقِیقِ وَالاِسلاَمِ

ترجمہ آپ سرزمینِ حرام (مکۃ المکرمہ) اور کُل رُوئے زمین کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ حق و باطل کو کو ظاہر کرنے اور دینِ اسلام کو پھیلانے کیلئے۔

اکثر صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضورِ اکرم ﷺ کی شان میں قصائد کہے ہیں ان واقعات سے ثابت ہوا کہ اشعار کہنا صحابہ کرامؓ کی سنّتِ طیّبہ ہے۔

تاریخِ اسلام میں عظیم المرتبت شعراء کی ایک طویل فہرست ہے۔ حضرت علّامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بُردہ کے نام سے ایک بھرپور منظوم ہدیۂ عقیدت بحضور سیّد الانام علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کہا جو پورے عالمِ اسلام میں مقبول ترین قصیدہ ہے۔ امام ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضور رسالت مآب علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی بارگاہِ مقدّسہ میں منظوم قصیدہ کہا۔

فارسی زبان میں اکثر بزرگانِ دین نے منظوم مجموعہ ہائے کلام لکھے۔ حضرت مولانا جلال الدّین رومی رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی کی صورت میں ایک ضخیم مجموعہء کلام لکھا جو بے مثال ہے۔ حضرت علّامہ عبد الرّحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی شانِ اقدس میں عشقِ رسول ﷺ سے معمور منظوم قصائد کہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے گلستان اور بوستان کے نام سے دو مشہور و معروف مجموعہ ہائے کلام لکھے۔ حضرت شیخ فرید الدّین عطّارؒ کا مجموعہ ' شیخ عطّار ' کے نام سے موسوم ہے۔

اسی طرح متاخرین شعرائے اُمّت میں حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے اردو اور فارسی میں ایک عظیم ذخیرۂ کلام چھوڑا ہے۔ حفیظ جالندھری مرحوم نے شاہنامۂ اسلام لکھ کر

تاریخِ اسلام کو حسین انداز میں منظوم کیا۔ لہٰذا یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ تعلیماتِ اسلامیہ اور تصوّف و روحانیت کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے شعرائے اسلام نے ہر دور میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

عربی، فارسی اور اُردو کے علاوہ صوفیائے کرامؒ نے پنجابی زبان میں بھی اثر آفریں کلام چھوڑے ہیں۔ حضرت میاں محمد بخشؒ نے ایک ضخیم مجموعہ سیف الملوک کے نام سے تحریر فرمایا جو مقبولِ عام ہے۔ اسی طرح حضرت سیّد وارث شاہ صاحبؒ، حضرت بابا بلّھے شاہ صاحبؒ، سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ اور دیگر جلیل القدر صوفیائے کرامؒ نے پنجابی زبان میں انتہائی مؤثّر اور خوبصورت کلام پر مبنی مستقل مجموعات لکھے ، جو نہ صرف تصوّف و روحانی تعلیمات کے شاہکار ہیں بلکہ برّصغیر کی تہذیب و ثقافت کا اہم حصہ ہیں اور اُس خطہء ارض کا عظیم ورثہ ہیں۔ یہ کلام کثرت سے پڑھے جاتے ہیں اور خواص و عوام بہت ذوق و شوق سے اُنہیں سنتے ہیں۔

میرے بیٹے حافظ و قاری امجد محمود نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے قرآنِ کریم حفظ کیا اور بحمد اللہ ہر سال رمضان المبارک میں نمازِ تراویح میں قرآنِ پاک سنانے کے سعادت حاصل کرتے ہیں۔ پھر علمِ تجوید میں روایتِ حفص کو مکمل کیا اور الحمد للہ مُجوِّد قاری ہیں اور خوش الحانی سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ عزیز نے عالم کا کورس بھی کیا۔ دنیاوی تعلیم میں دو ڈگریاں حاصل کیں ، لہٰذا اُردو اور انگلش دونوں زبانوں میں خطاب کرتے ہیں۔ ان علوم کے بعد انہیں شاعری کا طبعی شوق پیدا ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشائخِ آستانہ عالیہ بگھار شریفؒ کی روحانی نسبت کا فیض ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے نعتیہ کلام حدائقِ بخشش اور حضرت علّامہ پیر سیّد نصیر الدین نصیر شاہ صاحبؒ گولڑوی کے روحانی کلام کے اثرات بحمد اللہ حافظ امجد محمود پر مرتّب ہوئے۔

عزیز کا منظوم کلام پڑھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ یہ ہمارے آباءو اجداد، خصوصاً میرے والدِ گرامی حضرت مولانا خواجہ محمد الٰہی سلیٹھویؒ کا روحانی فیض ہے جو عزیز تک پہنچا ہے۔ آپؒ خواجہء خواجگان حضرت خواجہ مولانا عبد الرّحمٰن بگھارویؒ کے خلیفہء مجاز

تھے۔ آپؒ صاحبِ حال صوفیٔ باکمال تھے۔ شیخِ کاملؒ کی نسبت سے حضرت قبلہ والدِ گرامیؒ کے خطاب میں اس قدر سوز و گداز تھا کہ سامعین پر کیف و حال اور رقّت طاری ہو جاتی تھی۔ کلمہ ءطیبہ کا وِرد انتہائی اثر آفریں انداز میں فرماتے جس سے دل یادِ الٰہی سے جگمگا اُٹھتے۔

دورانِ وعظ مثنوی مولانا رُومؒ اور پنجابی زبان میں صوفیانہ کلام، بالخصوص سیف الملوک کے اشعار انتہائی دلنشیں ترنم میں پڑھتے تھے۔ آپؒ کا ارشاد ہے کہ مثنوی شریف اور سیف الملوک پڑھنے والا شخص دیر سویر سے اللہ کا ولی بن جاتا ہے۔اِس ارشاد سے صوفیاء کے کلام کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مجھے بھی ایک طبعی ذوق ہے اور بزرگانِ دین کے اشعار اکثر پڑھتا ہوں، کیونکہ صوفیاء کاملینؒ کے اشعار پڑھنے سے ایمان کو تقویت اور سکونِ قلبی حاصل ہوتا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کے علم و عمل میں ترقی، استقامت اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اِس ذوقِ سخن میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے اور تاحیات یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔آمین بجاہ النبیّ الکریم علیہ الصّلوٰۃُ والتّسلیم ﷺ

دعاگو۔ قاری عبدالرّحیم

(۰۲جولائی ۲۰۱۷ءبمطابق ۲۵شوال المکرم ۱۴۳۸ھ)

بسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عرضِ بے ہنر

میں اللہ رب العالمین کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس رحمٰن و رحیم، کریمِ مُطلق ذات نے اس اَرذَل ترین کو ذوقِ سخن جیسی نعمت سے نوازا۔ میرے لیے انتہائی فرحت وانبساط کے لمحات ہیں کہ چند شکستہ حروف اور منتشر خیالات جو بصورتِ شعر میں نے پیش کرنے کی سعی کی، اس مختصر مجموعہ "فیضِ سخن" کے نام سے منظرِ عام پر آرہے ہیں۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ میرا بچپن اور لڑکپن کا کچھ حصہ پاکستان میں گزرا، کیونکہ اس دور میں میرے قلب و ذہن پر گہرے نقوش مرتب ہوئے اور مجھے اپنی تہذیب اور اُردو زبان سے کچھ شناسائی ہوئی۔ میں اپنے لڑکپن میں ہی برطانیہ آگیا اور یہاں آنے کے بعد میری ساری تعلیم برطانیہ ہی کی ہے، لیکن یہاں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ میرے قبلہ والدِ گرامی حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرّحیم نقشبندی مجدّدی نے میری دینی تعلیم پر بھی بہت محنت فرمائی اور انہی کی کوششوں اور ان تھک محنت کی بدولت اللہ رب العالمین نے مجھے حفظِ قرآن، قراءت و تجوید اور دیگر دینی علوم سے بہرہ ور فرمایا۔ دینی علوم کے ساتھ میرے والدِ گرامی نے مجھے باقاعدہ اُردو زبان کی تعلیم بھی دی۔

بحمد اللہ تعالیٰ اللہ رب العالمین نے مجھے علماء اور صوفیاء کے گھرانے میں آنکھ کھولنے کی سعادت بخشی۔ میرے جدِّ گرامی حضرت مولانا محمد الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سلیٹھوی عارفِ باللہ اور ایک عظیم المرتبت عالمِ ربّانی، صُوفی کامل اور صاحبِ دَرد و سوز شخصیت تھے۔ میرے تایا محترم حضرت مولانا محمد سمیعؒ ایک عالمِ باعمل، مردِ قلندر اور درویش کامل تھے۔ مجھے یہ اعزاز وافتخار بھی حاصل ہے کہ میں نے خواجۂ خواجگاں، وارثِ فقر و خلقِ محمّدیہؐ، سیدُنا و مرشدُنا

حضرت خواجہ مولانا محمد یعقوبؒ بگھاروی سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ آپؒ سے نسبت مجھ گنہگار کا توشۂ آخرت ووسیلۂ بخشش ہے۔ میری طبیعت، فکر، مزاج اور شخصیت پر ان بزرگوں کی نسبت کا اثر ہے۔

میں آج جو کچھ ہوں یہ میرے والدِ گرامی کی محنت اور تربیت کا نتیجہ ہے۔ یہ مجموعۂ کلام ان کی دعاؤں کی بدولت معرضِ وجود میں آیا۔ میری خواہش پر ایک خوبصورت علمی و تحقیقی تقریظ تحریر فرما کر آپ نے اس مجموعہ کو اعزاز وافتخار بخشا۔ اللہ رب العالمین والدِ گرامی کا سایۂ رحمت وشفقت میرے سر پر تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

مزید بر آں جن دو شخصیات نے میرے قلب وذہن پر گہرے اثرات مرتب کیے ان میں اوّلاً میرے مرشدِ گرامی، سیدی مرشدی و مولائی، مشفق و مربّی حضور قبلۂ عالم، مفکّرِ ملّتِ اسلامیہ حضرت علّامہ پروفیسر ڈاکٹر پیر ساجد الرّحمٰن مد اللہ ظلہٗ العالی ہیں جو بلاشبہ عالمِ اسلام کی جلیل القدر، مایۂ نازوافتخار، مقتدر اور عظیم علمی شخصیت ہیں۔ مجھے اللہ رب العالمین نے یہ سعادت بخشی کہ میں اپنے مرشدِ گرامی کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور ان کی عظیم شخصیت نے میرے اندازِ فکر، طبیعت اور مزاج پر گہرے نقوش مرتب کیے۔ آپ ایک عظیم المرتبت اور قادرُ الکلام خطیب ہیں اور اُردو زبان پر کمال عبور اور مہارت رکھتے ہیں۔ آپ کا ہر خطاب ایک علمی شاہکار ہوتا ہے۔ میری انتہائی خوش بختی ہے کہ میں سالہا سال آپ کے خطبات سے مستفیض ہوتا رہا اور یوں میں نے اپنے مرشدِ گرامی سے اُردو زبان سیکھی۔ اللہ جلّ شانہٗ مجھ گنہگار کو آپ کے علمی اور روحانی فیض سے بہرہ مند ہونے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

دوسری شخصیت جن کی بدولت مجھے سخن فہمی اور شعر گوئی کا ذوق وشوق حاصل ہوا وہ شاعرِ ہفت زباں، چراغِ گولڑہ، بیدلِ دوراں حضرت علّامہ پیر سید نصیر الدین نصیرؔ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ میں ایک مدت سے ہی حضرت پیر صاحبؒ کی شاعری کا گرویدہ

تھا۔ مجھے جس چیز نے بے حد متاثر کیا وہ حضرت پیر صاحبؒ کی شاعری میں اثر آفرینی تھی۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امامِ اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام کے بعد جو نسبت، کیف و سرور، وارفتگی اور عشقِ رسول ﷺ حضرت پیر نصیر الدین نصیرؒ کی نعتوں میں جلوہ فرما ہے، وہ برصغیر کے کسی دوسرے شاعر میں اس طرح نمایاں نہیں۔ جو چیز میں نے پیر صاحبؒ کی نعتیہ شاعری میں محسوس کی، وہ ان کی بارگاہِ رسالت مآبؐ سے گہری نسبت اور وابستگی ہے۔ ان کے نعتیہ کلام اور مجموعۂ مناقب ''فیضِ نسبت'' میں فیضِ نسبت اپنے رنگ دکھاتا نظر آتا ہے۔ حضرت پیر صاحبؒ ایک نابغۂ روزگار اور یکتائے دہر شخصیت تھے۔ آپ کی سخن گوئی اور اعلیٰ معیار کی شاعری میں نسبت، کیف و سرور اور دَرد و سوز کی کیفیات قلب و روح کی تہ میں اتر جاتی ہیں۔ حضرت پیر صاحبؒ اچانک ۱۳ فروری ۲۰۰۹ء کو دنیائے سخن کو ویران چھوڑ گئے اور جہانِ سخن اجڑ کر رہ گیا۔ حضرت پیر صاحبؒ کی میرے مرشدِ گرامی کے ساتھ انتہائی گہری محبت اور دیرینہ رفاقت تھی۔ میں یہ ہرگز دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے کلام میں حضرت پیر صاحبؒ کے کلام کے محاسن کی کوئی جھلک نظر آتی ہے لیکن اپنے تئیں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جو کچھ شعر و سخن کی صورت میں کہہ پایا ہوں، وہ آپ ہی کا فیضِ سخن ہے۔

آپ کے وصالِ پر ملال کے بعد میں نے سب سے پہلے اپنے مشائخ کبارؒ خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف کی مقدس بارگاہوں میں ایک منقبت کہنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ مارچ ۲۰۰۹ء کی بات ہے، اس سے پہلے میں نے کبھی کوئی شعر نہیں کہا تھا۔ اس کے بعد میں نے نعت گوئی کا شرف حاصل کیا اور اللہ رب العالمین کے فضل و احسان سے چند نعتیں کہنے کی توفیق عطا ہوئی۔ نعتوں کے علاوہ مجھے حمدِ باری تعالیٰ اور مناقب کہنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اسی دوران میں نے سراج الشعراء حضرت بیدم شاہ وارثیؒ کا کلام پڑھنے کا بھی شرف حاصل کیا۔ میرزا اسد اللہ خان غالبؔ کا بھی دیوان پڑھا، مجھے کلامِ غالب میں بے حد

دردو سوز اور کیف و گداز محسوس ہوا۔ کلامِ اقبال پڑھنے کا بھی شرف حاصل کیا۔ نعت گوئی میں اعلیٰ حضرت، الشاہ مولانا احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے کلام سے مستفیض اور محظوظ ہوا۔

میں اس بات کا مکمل اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے باقاعدہ طور پر نہ شاعری سیکھی، نہ کسی شاعر سے اصلاح لی اور نہ ہی علمِ عرُوض اور شاعری کے قوانین وضوابط اور رسم وراہ سے کسی طرح واقف ہوں اس لیے میری سعیٔ سخن میں بے شمار نقائص اور غلطیاں ناگزیر ہیں۔ اہلِ علم اور اربابِ شعر و سخن سے پُر امید ہوں کہ وہ میرے اس گفتۂ بے کیف و پریشاں کو پڑھنے کے بعد اپنی قیمتی آراء اور اصلاح سے نوازیں گے۔

میں دل کی گہرائیوں سے اپنے برادرانِ مکرم جناب محمد داؤد صاحب، جناب قاری ظفر محمود صاحب اور جناب قاری ارشد محمود صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری سرپرستی، حوصلہ افزائی اور رہنمائی فرمائی۔ میں اپنے برادرِ اصغر، عزیزُ القدر محمد عبد الحلیم صاحب کا بھی صمیمِ قلب سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی طباعت میں میری معاونت فرمائی۔ کمپوزنگ، ڈیزائننگ، کتاب کی طباعت اور اس کی حروف خوانی کے سلسلے میں پُر خلوص محنت پر اپنے انتہائی محترم، مخلص معاونین حضرات جناب محمد طارق اعظم صاحب، جناب محمد اشتیاق خاکی صاحب، جناب حافظ محمد اقبال صاحب اور برادرِ مکرم جناب ظفر محمود صاحب کا ممنونِ احسان ہوں۔ اللہ رب العالمین سب کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ بالخصوص میں اپنے مرشدِ کریم، سیّدی مُرشِدی حضور قبلۂ عالم کا ممنونِ کرم ہوں کہ آپ نے ذرّہ نوازی فرمائی اور تقریظ لکھ کر اس احقر کو نوازا اور کتاب کو عظمت بخشی۔ میرے مرشدِ کریم نے زندگی کے ہر موڑ پر میری رہبری اور رہنمائی فرمائی ہے اور اس سفرِ سخن میں بھی حوصلہ افزائی فرمائی اور کلام کو پسند فرمایا۔ اللہ ربُّ العالمین آپ کا سایۂ کرم امّتِ مسلمہ پر قائم و دائم رکھے اور ملّتِ اسلامیہ کو آپ کے فیضان سے بہرہ مند فرمائے۔

آخر میں اپنے تمام معزز قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہوں کہ دعا فرمائیں اللہ رب العالمین میری اس کوشش کو قبولیت کی خلعت سے سرفراز فرمائے، میری حمدیہ اور نعتیہ شاعری اور مناقب کو میری نجات اور بخشش کا ذریعہ بنائے اور بروزِ محشر مجھ گنہگار کو سرکارِ دوجہاں ﷺ اپنے دامنِ شفاعت میں چھپالیں۔ آمین یارب العالمین بجاہِ النبیؐ الکریم الامین ﷺ۔

چھپا لینا اس امجدؔ کو بھی دامانِ شفاعت میں
نہ ہو جائے کہیں محشر میں رسوا یا رسول اللہؐ

احقر الانام
سگِ کوئے شیخ
حافظ امجد محمود بگھاروی
۱۹اپریل ۲۰۱۷ء

حمدِ باری تعالیٰ

لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰه

وہ ربِّ کون و مکاں لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰه
اُسی کے سارے جہاں لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰه

یہ مِہر ، یہ مَہِ تاباں ، یہ کہکشاں، انجم
اُسی اَحد کے نشاں لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰه

تُو لا شریک ہے تیرے ہی دستِ قدرت میں
ہے کائنات کی جاں لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰه

ہر ایک ذرّہ ہے مشغولِ حمدِ ربِّ کریم
پُکارتا ہے جہاں لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰه

جسے ہو تجھ پہ توکُّل، اُسے نہیں پھر کچھ
یہ فکرِ سُود و زِیاں لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰه

جہادِ زِیست میں مردانِ باخدا کے لیے
یہی ہے تیغ و سِناں لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ

اُسے نہ ڈھونڈ کہیں اور کے ترا مولیٰ
ہے تیرے دل میں نِہاں لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ

اِلٰہی بخش یہ توفیق کے دمِ رُخصت
مِرے ہو وِردِ زباں لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ

کوئی طلب کا سلیقہ نہیں مجھے پھر بھی
وہ سُن رہا ہے فُغاں لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ

اِلٰہی ذکر ترا یوں کروں کے ہو میرے
نَفَس نَفَس میں رَواں لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ

بَحقِّ شاہِ اُممؐ یہ کرم ہو امجدؔ پر
عطا ہو تیری اماں لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ

مناجات بدر گاہِ قاضی الحاجات جَلَّ شانہُ

(پنجابی)

او جوّاد ہر اِک دا داتا، ہر دی جھولی بھردا
منگن دا کُجھ چجھ جے ہووَے، غنی گدا نوں کردا

تُوں رحمٰن رحیم کہاوَیں بخشن ہار کریما
آ ڈِگیا دروازے تیرے اوگن ہار کمینہ

سُن فریاد مِری یا مولیٰ ہُنڑ محروم نہ چھوڑِیں
منگتے نوں اپنی درگاہوں خالی ہتھ نہ موڑِیں

ساریاں حَمداں، سب تعریفاں ، سب وَڈیایاں تینوں
اپنی رحمت دے دریاؤں قطرہ بخشِیں مینوں

بخشِیں قُرب الٰہی اپنا، غیر دے دَر نہ رَولیں
اپنے فضل کرم دا بُوہا اِس عاصی تے کھولیں

عِلم دا نور عطا کر مولیٰ روشن کر دے سینہ
بخش فراست، فہم تے دانش، حکمت دا گنجینہ

عشق دا دِیوا بال اجیہا ہوون دُور ہنیرے
دِل دی نگری دے وِچ ہووے چانن چار چوفیرے

اپنی یاد دی بخشیں یا رب تُوں توفیق ہمیشہ
سِدّھی راہ چلائیں مینوں مَرنے تیک ہمیشہ

اپنے پاک حبیبؐ دا سچّا عِشق عطا فرمائیں
لکّھ دُرود سلام اُنہاں تے عاجز دے پہنچائیں

اپنا گھر، محبوبؐ دا روضہ، مُڑ کے فیر وکھائیں
اپنے مقبولاں دے صدقے کریں قبول دُعائیں

یاستّار! مِرے عَیباں تے حشر نوں پردے پائیں
بخش دَویں محبوبؐ دے صدقے میرے جُرم خطائیں

امجدؔ دی عرضاں وِچ رکّھیں مولیٰ تُوں تاثیراں
نیک عمل دی ہمّت بخشیں، معاف کریں تقصیراں

حمدیہ رُباعیات

یا رب مِرے عیبوں کو چھپائے رکھنا
سَتّار ہے تُو لاج نبھائے رکھنا
جب حشر میں اعمال کھلیں ربِّ کریم!
رُسوائی سے تُو مجھ کو بچائے رکھنا

مَن اپنا رہا دَھن کا پُجاری مولیٰ
عصیاں میں کٹی عُمر یہ ساری مولیٰ
بخشش کا طلبگار ہوں تجھ سے پھر بھی
آیا ہوں ترِا بن کہ بھکاری مولیٰ

سَر پہ مِرے عصیاں کا ہے بار، یاسَتّار
تُو ہی مِری بگڑی کو سنوار، یاسَتّار
محشر میں گناہوں پہ ہو پردہ تیرا!
کہتی ہے یہ اشکوں کی قطار، یاسَتّار

بے کَس ہوں تِرے لُطف کا مُحتاج ہوں میں
کشکول لئے دَر پہ کھڑا آج ہوں میں
مجھ پر بھی کرم کر اے کریمِ مُطلق!
رکھ لے تُو مِری لاج کہ بے لاج ہوں میں

دیتا ہوں تِرے دَر پہ صدا یا مولیٰ
سُن لے یہ مِرا حرفِ دُعا یا مولیٰ
مٹ جائے مِرے قلب سے حرصِ دنیا
رہ جائے بس اک تیری وِلا یا مولیٰ

ذرّات کی مانند بِکھر جاؤں گا
چُھوٹی تِری دہلیز تو مَر جاؤں گا
اپنا جو بنا لے تو بچُوں گا، ورنہ
ٹُھکرا دے اگر تُو تو کِدھر جاؤں گا

دعائیہ قطعہ

دُعا میں سَوز، اَثر میری آہ میں رکھنا
سَرِ نیاز جُھکا، بارگاہ میں رکھنا
حوادث و ہَوَسِ دُنیوی سے دُور مجھے
مِرے کریم! بس اپنی پناہ میں رکھنا

نعتِ رسولِ مقبول صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

محبوبِ یزداں، شاہِ رسولاںؐ
تیری محبت ہے روحِ ایماں

تیری ثنا میں مشغول پیہم
کُل عالمیں ہیں، قُدسی و انساں

وَالشّمس چہرہ، وَالّیل گیسُو
مازاغ آنکھیں، ہیں تیر مژگاں

دیکھوں تِری جو جھلک ماہِ خُوباں
قدموں پہ واروں اپنے دل و جاں

تخلیق میں وہ شہکارِ خالق
اُسوہ ہے اَحسَن، خُلق اُن کا قرآں

گر اک سفر پر حیراں ہے عالَم
کیونکر ہے ممکن پھر اُن کا عرفاں

فرشِ زمیں سے عرشِ بریں تک
ساری خدائی، ہے تابع فرماں

ہر سمت اُن کی عظمت کے چرچے
دیکھا! رَفَعنا ذِکرَک کا پیماں

ہے نام صدّیقؓ، مہر و وفا کا
نامِ عُمرؓ سے ہے کفر لرزاں

صد مرحبا! شانِ سبطِ پیمبرؐ
جس نے پڑھا ہے نیزے پہ قرآں

مٹ جائے آقا غم و فکرِ دوراں
گر اک نظر ہو سُوئے غریباں

جو تشنہ لب اُن کے در پہ گیا ہے
لَوٹا ہے پھر وہ دریا بداماں

پڑھ کر درُود اُس شہِ انبیاءؐ پر
میں کر رہا ہوں بخشش کا ساماں

بن کر برستا ہے وہ اَبرِ نیساں
اَہلِ نظر سے پوچھ اُن کا فیضاں

گر آپ کی اک نگاہِ کرم ہو
صحرائے دل ہو جائے گُلستاں

خوشبوئے زُلفِ شہِ دوسراؐ سے
مہکا ہوا ہے محشر کا میداں

ہے رشکِ شاہاں جن کا مُقدّر
تیرے بلالؓ و بوذرؓ و سلماںؓ

یا رحمتِ عالمیںؐ اب کرم ہو
ہے آپ کی آج اُمّت پریشاں

ہیں ترے ہر اِک قول پہ آقاؐ
اَہلِ حِکَم، انگُشت بدنداں

بس آرزو ہے یہی وقتِ آخر
پیشِ نظر ہو وہ رُوئے تاباں

ہو گا اُجالا، میری لحد میں
تیری ضیا سے، جلوۂِ جاناں

اُن کا ہے اِسمِ گرامی وسیلہ
"کُنجِ لحد ہو، پُل ہو کہ میزاں"[1]

احسانِ آلِؑ نبیؐ ہے یہ امجدؔ
تجھ سا ہے عاصی اُن کا ثناخواں

---

1 یہ مصرع پیر سید نصیر الدین نصیرؒ کا ہے۔

گیسوئے مُعنبر کی مہک لے کے چلی ہے[2]
قسمت ترِی اے بادِ صبا! کیسی بھلی ہے

پھولوں کو عطا کی گئی خوشبوئے پسینہ
مہتاب نے خاکِ کفِ پا رُخ پہ مَلی ہے

قربان ترے حُسنِ تبسّم پہ میں شاہا!
لگتا ہے کھِلی گُلشنِ وَحدَت کی کَلی ہے

پھونکوں سے نہ آئے گی کمی اِس کی ضیا میں
یہ شمعِ رسالت تو مِرے رب کی جلی ہے

کشکول لیے ہاتھ میں سُلطاں بھی کھڑے ہیں
وہ منبعِ خیرات مدینے کی گلی ہے

کیا خوب گھرانہ ہے ترِا اے شہِ والاؐ!
دُختر تری زہراؓ ہے، تو داماد علیؓ ہے

آواز ہو اُونچی نہ یہاں، جائے ادب ہے!
لکّھا یہ درِ شاہ پہ با خطِّ جَلی ہے

---

2 در زمینِ حضرت پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؒ (اللہ رے کیا بارگہِ غوثِ جلی ہے)۔

اُس ذات کے محبوب ہیں، مَظہر بھی ہیں آقاؐ
جو ربِّ جہاں، خالقِ کُل، لَم یَزَلی ہے

وہ شامِ مدینہ ہے مِری عُمر کا حاصل
جو روضۂِ سرکارؐ کے سائے میں ڈھلی ہے

چُومی ہیں ملائک نے رِکابیں شبِ اَسریٰ
نَوشاہِ دو عالمؐ کی سواری جو چلی ہے

آ! سُورۂ اَلفَتح میں پڑھ تُو بھی یہ ترتیب[3]
صدّیقؓ ہے، فاروقؓ ہے، عُثماںؓ ہے، علیؓ ہے

خود رب نے جسے دائمی رفعت سے نوازا
وہ سلسلۂِ مَدحِ پیمبرؐ، اَزَلی ہے

یہ اَرض و سما نُورِ محمدؐ کا ہیں صدقہ
مِہر و مَہ و انجم نے ضیا آپ سے لی ہے

عشقِ شہِ بطحاؐ ہے عطا شیخ کی امجدؔ
اُس ذات کا احساں، جو وَلی اِبنِ وَلی ہے

3 سورۃُ الفتح: دیکھیے آیت نمبر ۲۹ کے آغاز کی تفسیر

تری ذات سے لَو لگائی گئی ہے[4]
الگ سی یہ دنیا بسائی گئی ہے

وہاں پر فرشتوں کی بارات اُتری
جہاں بزم اُن کی سجائی گئی ہے

وہ ذرّے مِلا جن کو لَمسِ کفِ پا
قسم اُن کی قرآں میں کھائی گئی ہے

جہاں تک خُدا کی خُدائی گئی ہے
وہاں تک تری مُصطفائی گئی ہے

گر آیا ہے دشمن بھی محفل میں اُن کی
تو رحمت کی چادر بچھائی گئی ہے

تُو کُڑھتا ہے کیونکر بھلا اُس خوشی پر؟
جو آمد پہ اُن کی منائی گئی ہے

---

4 درزمینِ حضرت پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؒ۔ لَحد میں وہ صورت دکھائی گئی ہے

رہا اُمّتی اُمّتی لب پہ اُن کے
کسی دم نہ اُمّت بُھلائی گئی ہے

نہ کرب و بلا میں جُھکائی گئی ہے
رہِ حق میں گردن کٹائی گئی ہے

کروڑوں سلام اُس مبارک گھڑی پر!
اُنہیں لے کے جب اُن کی دائی گئی ہے

شب و روز رہتے ہیں مخمور، جن کو
مئے عشقِ احمدؐ پلائی گئی ہے

اُس اِک سجدۂ حشر کے آنسوؤں سے
جہنم کی آتش بجھائی گئی ہے

ملا روزِ محشر جو اِذنِ شفاعت
تو کملی میں اُمّت چھپائی گئی ہے

نکیرین آئے لحد میں جو امجدؔ
تو نعتِ نبیؐ ہی سنائی گئی ہے

مدحِ شہِ کونینؐ میں یارب وہ اَثر ہو
اِس مُجرم و عاصی پہ بھی آقاؐ کی نظر ہو

مدّت سے ہے دل محوِ غمِ ہجرِ مدینہ
یاشاہِ اُممؐ اِس شبِ فُرقت کی سحر ہو

ہو جس کے تصّور میں جمالِ رُخِ تاباں
اُس کے لئے کیا طلعتِ خورشید و قمر ہو

نازاں ہے تِری ذات پہ خود خالقِ کونین
تُم نازِشِ کُل، فخرِ رُسُلؐ، فخرِ بشر ہو

دل عشقِ نبیؐ میں ہو مگن، دیدۂ تَر ہو
طیبہ کے مُسافر کا یہی رَختِ سفر ہو

احساسِ خجالت سے جُھکائے ہوئے سَر ہو
اِک کاسۂِ دل ہو، یہ گدا ہو، تِرا دَر ہو

کیا لائق صد رشکِ دوعالم مِرا گھر ہو
گر سُوئے غریباں شہِ بطحاؐ کا گزرہو

محشر میں جو آقاؐ سے کروں عرضِ شفاعت
ہاتھوں میں مِرے دامنِ صدّیقؓ و عُمرؓ ہو

ایسی مئے عِرفاں ہو عطا ساقیٔ بطحاؐ
دنیا کا رہے ہوش، نہ کچھ اپنی خبر ہو

یارب مِرا اِس حال میں دنیا سے سفر ہو
لب پر ہو دُرود اور رُخِ شہؐ پہ نظر ہو

امجدؔ کو سرِ حشر ملے مژدۂ بخشش
اِک چشمِ کرم شافعِ محشرؐ کی اگر ہو

نگاہِ شوق ہے سَرشار تیرے کُوچے میں
ہیں چار سُو تِرے انوار تیرے کُوچے میں

ترس رہے ہیں تِری اِک جھلک کو اے شاہا!
تِرے یہ طالبِ دیدار تیرے کُوچے میں

ملے ہمَیں بھی اب اِک جام ساقیٔ بطحاؐ
پکارتے ہیں یہ میخوار تیرے کُوچے میں

مِرے کریم یہ تیری گدا نوازی ہے!
وگرنہ مجھ سا گنہگار تیرے کُوچے میں؟!

کھڑے ہوئے ہیں لئے کاسۂ طلب ہر سُو
تِرے کرم کے طلبگار تیرے کُوچے میں

تِری جناب سے پانے دوائے دَردِ فِراق
پہنچ گیا تِرا بیمار تیرے کُوچے میں

ہوا دُکھوں کا مداوا، مِٹا غمِ دوراں
اے میرے مُونس و غمخوار! تیرے کُوچے میں

اُٹھوں کبھی نہ وہاں سے میں جیتے جی آقاؐ!
ملے جو سایۂ دیوار تیرے کُوچے میں

بُھلا چکا ہے وہ نقش و نگارِ دنیا کو
پہنچ گیا ہے جو اِک بار تیرے کُوچے میں

ہے بھِیڑ اِدھر ترے عُشّاق کی، اُدھر قُدسی
خُوشا یہ رونقِ دربار تیرے کُوچے میں

دلِ حزیں کے ہیں غمّاز اشک ہی، کہ نہیں
زباں کو ہمّتِ گفتار تیرے کُوچے میں

نگاہِ لُطف ہو اِک بار اب تَو امجدؔ پر
پڑا ہے یاشہِ ابرارؐ تیرے کُوچے میں

یاد جب وہ شہِ فردوس و اِرَم آتے ہیں
دل کے صحرا میں بہاروں کے قدم آتے ہیں

جُھک گیا صبحِ ولادت کو یہ کہہ کر کعبہ
مرحبا! خُسروِ اِقلیمِ حَرَم آتے ہیں

وہ ادب گاہِ محبت ہے درِ شاہِ رُسُلؐ
جہاں جبریلؑ بھی سَر کو کیے خَم آتے ہیں

کہیں "وَالشمسُ ضُحیٰ" اور کہیں "والّیلِ سجیٰ"
تذکرے اُن کے بہ اندازِ قسم آتے ہیں

مُسکراتے ہوئے جاتے ہیں درِ اقدس سے
شرمِ عِصیاں سے جو بادیدۂ نَم آتے ہیں

بھیک شاہانِ جہاں پاتے ہیں اُن کے دَر سے
اور کشکول لئے اَہلِ حِکَم آتے ہیں

ہیچ لگتا ہے مجھے ہر غمِ دوراں واللہ!
یاد جب سیّدِ سجّادؓ کے غَم آتے ہیں

غم مٹانا مِرے غم خوار کو ہی آتا ہے
تجھ کو دنیا تو فقط جَور و سِتَم آتے ہیں!

لَوٹ جاتے ہیں جو احباب تجھے دفنا کر
تب مٹانے وہ ترے رنج و اَلَم آتے ہیں

لو سرِ حشر وہ آتی ہے سواری اُن کی!
آج رکھنے کو وہ اُمّت کا بھرم آتے ہیں

آپ چاہیں تو اِشارے سے بنادیں بگڑی
"آپ کو سینکڑوں اندازِ کرم آتے ہیں"[5]

تُو غلامِ شہِ بطحاؐ ہے ترے زیرِ نگیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم آتے ہیں!

ایک میں کیا! مِری اوقات ہی کیا ! دَر پہ تِرے
لے کے گُلہائے سخن، عَرب و عَجم آتے ہیں

کاش محشر میں پکاروں جو اُنہیں میں امجدؔ
سُن کہ فرمائیں وہ "گھبراؤ نہ، ہم آتے ہیں"

5 یہ مصرع کسی استاذِ سخن کا ہے۔

قبلہ گاہِ دل و جاں کُوئے رسولِ عَرَبیؐ
جلوۂ حق رُخِ دِلجوئے رسولِ عَرَبیؐ

کیوں نہ ہو خُلدِ بریں تجھ پہ نثار اے بطحا!
تیری گلیوں میں ہے خوشبوئے رسولِ عَرَبیؐ

رُخِ پُرنوُر ہے " والشَّمسُ ضُحیٰ " کی تفسیر
شرحِ "والّیل" ہیں گیسوئے رسولِ عَرَبیؐ

سُرمگیں نَین ہیں "مَازَاغ" تو "وَالفَجر" جبیں
"قَابَ قوَسَین" ہیں ابروئے رسولِ عَرَبیؐ

کس کو تھی غار میں معراجِ معیّت حاصل؟
کس کی نظروں میں رہا رُوئے رسولِ عَرَبیؐ ؟

اِبنِ زہراؓ تِرے اندازِ شجاعت پہ سلام!
تجھ میں ہے قوّتِ بازوئے رسولِ عَرَبیؐ

رہروِ عشقِ نبیؐ ہوں مِری راہیں ہیں جُدا
منزلِ شوق مِری کوئے رسولِ عَرَبیؐ

دیکھتے ہیں یہ دو عالم مِرے مولیٰ کی طرف
دیکھتا ہے مِرا رب سُوئے رسولِ عَرَبیؐ

کاش مِل جائے یہ اعزاز و شَرَف اے امجدؔ
سب کہیں تجھ کو سگِ کُوئے رسولِ عَرَبیؐ

وہ پیکرِ جمال بھی کیا لاجواب ہے!
نازاں خدا ہے، مدح سَرا الکِتاب ہے

جس سَر زمیں کو مِل گیا لمسِ قدم تِرا
ہر ذرّہ اُس کا رشکِ مَہ و آفتاب ہے

ختمُ الرُّسُلؐ کا تاج سجائے ہے وہ حبیب
جس شاہِ دِیں کا رحمتِ عالَم خِطاب ہے

مُشتاقِ دِید جس کا ہے خود ربِّ کائنات
وہ جلوہ گاہِ حُسن، رُخِ آں جناب ہے

اُمُّ القُریٰ میں اُس کا ہوا ہے ظُہور جو
اُمّی لقب ہے صاحبِ اُمُّ الکِتاب ہے

ہر اِک ادا میں آپ کی رحمت ہے جلوہ گر
ہر اِک سخن سے پھُوٹتی مُشکِ گُلاب ہے

"مِصداقِ فضلِ آیۂ تطہیر بالخصوص[6]"
زہراؓ ، حسنؓ ، حسینؓ و علیؓ بُوتُراب ہے

وہ نجمِ آسمانِ ہدایت ہے بالیقیں
اُن کی نگاہِ ناز سے جو فیض یاب ہے

محشر میں اُن کو دیکھ کے کہتے ہیں انبیاءؑ
"کیا تمکِنَت ہے، شان ہے، کیاآب و تاب ہے"!

وہ پُوچھتے ہیں وقتِ شفاعت غلام سے
کیا خوف ہے بھلا تجھے ؟ کیوں اِضطراب ہے؟

میزاں پہ کاش آکے فرشتوں سے وہ کہیں
جانے دو اِس گدا کا بھی کوئی حساب ہے!

اَشکوں سے عَرض کیجیے ، ہونٹوں کو سِی جیے
ہاں ہاں یہ بارگاہِ رسالت مآبؐ ہے!!

امجدؔ کسی کی نظرِ عنایت کے فیض سے
تیرے سخن پہ آج یہ آیا شباب ہے

6 یہ مصرع پیر سیّد نصیرؔ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

جو مُصطفیؐ کی گلی کے فقیر کہلائے
جہانِ فقر و غَنا کے امیر کہلائے

ہوں کیوں نہ شمس و قمر اُس کے تابعِ فرماں
جو ذات مظہرِ ربِّ قدیر کہلائے

کہیں کہا گیا "بُرھاں" اُنہیں تو " نُور " کہیں
کہیں حضور "سِرَاجُ مُّنیر" کہلائے

ہر ایک مرتبۂ دُنیوی سے بڑھ کر ہے
گدائے کُوئے نبیؐ، یہ حقیر کہلائے

وہ تیری مثل ہیں کِس طرح، جبکہ نبیوںؑ میں
نہیں ہے کوئی، جو اُن کی نظیر کہلائے

ہر ایک کے لئے یکساں ہیں دین کے احکام
وہ ہو مُرید کوئی، خواہ پیر کہلائے

ہزار شوکتِ شاہی ہے اُس کی ٹھوکر میں
جو اُس شہِ دوسَراؐ کا فقیر کہلائے

جو اُن کے ٹکڑوں پہ ٹھکرا دے خوانِ شاھی کو
وہی غیُور وہی باضمیر کہلائے

جسے نوازیں نبیؐ و علیؓ لعابِ دہن
وہ دستگیر وہ پیرانِ پیرؒ کہلائے

خدا کی شان! جگر پارہ ہائے شاہِ زَمَنؐ
نکل کے کرب و بلا سے، اسِیر کہلائے

ہو شاد کام پھر امجدؔ بھی نعت گوئی میں
اگر نصیرؒ کا عشرِ عشیر کہلائے

عشقِ احمدؐ ہو رَقم خامۂ غمّاز کے ساتھ
رُوح کے تار چھِڑیں دَرد کی آواز کے ساتھ

میں جیوں اُس شہِ خُوباں کی تمنّا لے کر
آرزو یہ مِرے سینے میں رہے ناز کے ساتھ[7]

پہلے اقصٰی میں دیا حق نے اِمامت کا شرف
پھر نوازا اُنہیں معراج کے اعجاز کے ساتھ

طُورِ سِینا کی بلندی بھی بہت ہے، لیکن
کیا تقابُل ہے تِری رفعتِ پرواز کے ساتھ!

ہے یہی راز " اِلَىٰ عَبدِهٖ مَآ اَوحَىٰ " میں
بات خلوت میں ہوئی راز کی ہمراز کے ساتھ

---

7 میں نے حضرت پیر نصیر الدین نصیرؔ علیہ الرحمہ سے کسی استاذِ سخن کا یہ شعر سنا اور اس زمین میں یہ نعت کہنے کی سعادت حاصل کی:

کیا وہ خواہش کہ جسے دل بھی سمجھتا ہو حقیر........ آرزو وہ ہے جو سینے میں رہے ناز کے ساتھ

حق نے محشر میں تجھے دے کے مقامِ محمود
اور مُمتاز کیا! منصبِ مُمتاز کے ساتھ

میں فدا آخری سجدے پہ تِرے سِبطِؓ رسولؐ
سر کٹاتا ہے بھلا کون اِس انداز کے ساتھ

ہے سگانِ درِ والا سے تعلُّق مجھ کو
یوں ہے نسبت مِری اُس بارگہِ ناز کے ساتھ

نعت گوئی کا جو اعزاز مِلا ہے امجدؔ
کاش محشر میں بھی اُٹھّوں اِسی اعزاز کے ساتھ

ایسا محبوبِ کبریا نہ ہُوا[8]
آپ سا، شاہِ دَوسَراؐ نہ ہوا

خاتم المُرسلیںؐ، شفیعِ اُمم!
جُز ترے، مظہرِ خدا نہ ہوا!

کون سی جا ہے مَدح سے خالی؟
کِس گھڑی اُن کا تذکرہ نہ ہوا؟

نہ ہوا آپ سا کریم کوئی
اور مجھ جیسا پُرخطا نہ ہوا

میں نہ رُسوا ہوا سَرِ محشر
اُن کی رحمت کو یہ رَوا نہ ہوا

آہ ہم تَو ہوئے جدا دَر سے
دَرد، دِل سے مگر جُدا نہ ہوا

---

8 دَر زمینِ میرزا اسد اللہ خان غالبؔ۔ (دَردِ منّت کشِ دَوا نہ ہوا)

راہِ مولیٰ میں جاں نثار کوئی
مِثلِ سُلطانِ کربلاؑ نہ ہوا

ہیں ازَل سے قلَم رَواں لیکن
اُن کی مِدحت کا حق ادا نہ ہوا

میرے آقاؑ کے نام پہ جو مِٹا
وہ فنَا ہو کے بھی فنَا نہ ہوا

رِفعتِ شہؑ کے مُنکرو یہ کہو
عرش کیا اُن کے زیرِ پا نہ ہوا؟

خُسروانِ جہاں کا دست نگر
نہ ہوا، آپ کا گدا نہ ہوا

مِدحتِ شاہؑ کے طفیل امجدؔ
کیا تھا تُو اور کیا سے کیا نہ ہوا

"خدا کرے کہ وہ لمحہ پھر ایک بار آئے"[9]
جو آستاں پہ ترے ہم شہا گزار آئے

مہک اُٹھا تری یادوں سے یوں دلِ ویراں
خزاں میں جیسے کوئی مُژدۂ بہار آئے

مِرا بھی بخت ہو بیدار اُس کی تابِش سے
کبھی جو خواب میں وہ نُورِ کِردِگار آئے

میں کاش دیکھوں وہ منظر بروزِ حشر کہ جب
ثنا کی گونج میں خالق کا شاہکار آئے

سوالِ مَدفنِ صدّیقؓ پر مِلا یہ جواب!
'کہ جلد یار کے پہلو میں یارِ غار آئے'

رَجَز کُناں تھے مَلَک بَدر میں، عدُو لرزاں
علیؓ جو تھام کے میداں میں ذُوالفقار آئے

درِ حضورؐ پہ جو روز و شب گزار آئے
وہ خوش نصیب ہیں، جو عاقبت سنوار آئے

---

9 یہ مصرع کسی استاذ سخن کا ہے۔

مریضِ ہجرِ نبیؐ چل بسا جو دنیا سے
تو اُس کی دید کو قُدسی تہِ مزار آئے

تِری ہی یاد سے تسکیں دلِ حزیں کو مِلے
تِرا جو ذکر چلے، رُوح کو قرار آئے

سواری اُن کی جو دیکھی تو حشر میں عاصی
پُکار اُٹھے کہ وہ اُمّت کے غم گُسار آئے!

اُٹھائے ہاتھ میں کشکول، سر جھکائے ہوئے
تمہارے در پہ زمانے کے تاجدار آئے

کہاں میں اور کہاں اُن کا روضۂ اطہر
نگاہِ شوق پہ دل کو نہ اعتبار آئے

مِرے کریم یہی آرزُو ہے امجدؔ کی
تِرا غلام تِرے دَر پہ بار بار آئے

ماہِ نبوّتؐ، مہرِ رسالتؐ، نُورِ مُبیں ؐ کی آمد ہے
جگ ہے روشن جن کی ضیا سے، آج اُنھیں کی آمد ہے

مظہرِ یزداںؐ ، شاہِ رسُولاںؐ، صاحبِ قُرآںؐ آتے ہیں
شاد نہ ہوں کیوں اہلِ ایماں، سرورِ دِیںؐ کی آمد ہے

جس کے رُخِ پُرنُور سے پائی، مہر و مہ و انجُم نے ضیا
حضرتِ عبداللہؓ کے گھر میں ایسے حسیں کی آمد ہے

''شَمسُ ضُحیٰ'' کے رُوئے مُنوّر، اور ''وَالّیل'' کے گیسُو کی
نَین جنھیں ''مَازَاغ'' کہیں، ''وَالفَجر'' جَبیں کی آمد ہے

اُن کی ہی شوکت کے پرچم لہرانے مشرق و مغرب میں
عرشِ بریں سے فرشِ زمیں پر رُوحِ امیںؑ کی آمد ہے

صبحِ وِلادت بہرِ عقیدت جھک کر یوں کعبہ نے کہا
مَصدرِ فیضاں، مرکزِ ایماں، محورِ دِیںؐ کی آمد ہے

دُشمن بھی کردار کو مانیں ، مدح میں جس کی کھولیں زبانیں
ایسے مُطہّر، ایسے صادِقؐ، ایسے اَمیںؐ کی آمد ہے

سارے نبیؑ اقصیٰ میں کھڑے تھے تعظیماً ،جب آئی صدا
فخرِ نبوّتؐ، بزمِ رُسُل کے صَدر نشیںؐ کی آمد ہے

جس آمد کے صدقے میں قرآں بھی مِلا ، ایماں بھی مِلا
کیا آمد اے گُنبدِ خضریٰ تیرے مکیںؐ کی آمد ہے!

امجدؔ جس شہکارِ اَتَم کے حُسن کو اُس کے خالق نے
پَردوں میں رکھّا پنہاں اُس پردہ نشیں کی آمد ہے

مُجھ پر بھی کرم ہو مِرے سرکارِ مدینہ ﷺ
مُدّت سے ہوں میں طالبِ دیدارِ مدینہ

ذرّات کی تابِش سے خَجِل ہیں مَہ و اَنجُم
ہے رشکِ اِرَم نکہَتِ گُلزارِ مدینہ

آتے ہیں غلامانہ یہاں حضرتِ جبریلؑ
اَللّٰہُ غنی! شوکتِ دَربارِ مدینہ

ہے جلوہ گہِ نُورِ خدا روضۂ اَقدس
اور اُس سے جہاں تاب ہیں انوارِ مدینہ

مفہومِ عطا یہ ہے کہ دیتا ہے وہ مولیٰ
اور بانٹتے ہیں خَلق میں سرکارِ مدینہ ﷺ

جو چاہیں، جِسے، جیسے نوازیں مِرے آقا
کونین کے مختار ہیں مُختارِ مدینہ ﷺ

کیا بھائیں اُسے نقش و نگارِ رُخِ دنیا
ہَوں جِس کی نظر میں دَر و دیوارِ مدینہ

تنہا، قفَسِ غم میں گرفتارِ اَلَم ہُوں
لِلّٰہ کرم اے مِرے غمخوارِ مدینہ ؐ

امجدؔ کو بُلا لیجیے اب تو شہِ بطحاؐ
محرومِ تمنّا ہے طلبگارِ مدینہ

وہ صورتِ نادِیدہ بسی ہے خیال میں
تاباں ہے ذہنِ تیرہ تَو دل کیف و حال میں

اِعجاز ہے سراپۂ خیرُالبشر ؐ تمام
نُورِ اَحَد ہے جلوہ نُما خدّ و خال میں

عاشق ہو وقتِ نَزع نہ کیوں بے نیازِ زِیست
بے خود ہے، غرقِ شوق ہے اُن کے جمال میں

آتے ہیں غم مٹانے کو غمخوارِ دوجہاں
دیکھے پُکار کے کوئی رَنج و ملال میں

اپنا بنا کے مجھ کو بچا لیجیے حُضورؐ
بے طَرح ہوں پھنسا ہوا دنیا کے جال میں

ذوقِ طلب جنابِ ربیعہ ؓ سے سیکھیے[10]
اُن کو اُنھیں سے مانگ لیا اِک سوال میں

---

10 حدیثِ طیّبہ میں آتا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا "مانگ اے ربیعہ ؓ" تو حضرت ربیعہ ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں جنت میں آپ ؐ کا ساتھ مانگتا ہوں۔

ہیں مرجعِ صِفات و کمالاتِ کُل حُضورؐ
ممکن گُمانِ نَقص نہیں بے مثال میں

محشر میں جُز توَسُّلِ خیرُالانامؐ کے
کام آیا کچھ نہ بارگہِ ذُوالجلال میں

کیجے کرم حبیبِ خداؐ اِس کے حال پر
خیرُالامم ہے آج پشیماں، زوال میں

یارب عطا ہو حشر میں امجدؔ کو عافیت
اصحابؓ کی امان میں، دامانِ آلؑ میں

میں جیوں سیّدِ کونینؐ کا شیدا ہوکر[11]
جاؤں دنیا سے فدائے شہِ بطحاؐ ہوکر

کیسے پھیلاؤں بھلا غیر کے آگے دامن!
کیوں تہی دست رہوں آپ کا منگتا ہوکر؟

اب تو رکھ لیجے بھرم اپنا بنا کر آقاؐ
آہ میں خوار ہوا بندۂ دنیا ہوکر

کیا تعجب مِری امداد کو آجائیں ابھی
لوٹے پل میں جو سرِ عرشِ معلیٰ ہوکر

ہے یہ امّید کہ وہ آئیں گے غمخواری کو
جب پکاروں گا لحد میں انہیں تنہا ہوکر

آرزو ہے کہ فنا ہو کے بقا پا جاؤں
کہ پسِ مرگ رہوں خاکِ مدینہ ہوکر

---

11 درزمینِ اعلیٰ حضرت بریلویؒ: گزرے جس راہ سے وہ سیّدِ والا ہوکر

اب تو عاصی کو بلا لیجیے شاہِ بطحاؐ
پھر نہ رہ جاؤں میں محرومِ تمنّا ہوکر

بے نیازِ غمِ دوراں ہوا اُس دم امجدؔ
جب اٹھی چشمِ کرم اُن کی مسیحا ہوکر

دل جو مشغولِ ثنائے شہِ لولاکؐ ہوا
تذکرہ میری نوا کا سرِ افلاک ہوا

جب سے آلائشِ دنیا سے یہ دل پاک ہوا
عظمتِ عشقِ نبیؐ کا مجھے ادراک ہوا

نطق کو ہمّتِ گفتار کہاں اُس دَر پر
جو ہوا عرض، وہ بادیدۂ نمناک ہوا

مِہر لَوٹا، ترِی انگلی سے بندھا ہو جیسے
اک اشارے سے ترِے سینۂ مَہ چاک ہوا

زندگی بھر کی تمناؤں کا پایا حاصل
اُن کے کوچے کی پسِ مرگ جو میں خاک ہوا

ہو گئی اُن کی عطا امجدؔ بے مایہ پر
آج انمول جہاں میں خس وخاشاک ہوا

یاد سے ان کی مرا قلب جو معمور رہا
کششِ لذّتِ دنیا سے بہت دُور رہا

آؤ ہم نامِ محمدؐ پہ لٹا دیں سب کچھ
اَز ازَل اہلِ وفا کا یہی دستور رہا

ذہنِ تیرہ پہ اتر آئے مہ و مہر و نجوم
جب تصوّر میں کبھی وہ رخِ پُرنور رہا

مَر ہی جاتا یہ مریضِ غمِ فرقت لیکن
ذکرِ محبوبؐ دوائے دلِ مہجور رہا

پھر چلے قافلے عشّاق کے سُوئے بطحا
پھر تڑپتا ہوا یہ بے کس و مجبور رہا

کاش محشر میں بھی وہ جُرم چھپا لیں میرے
جیسے ہر عیب یہاں خلق سے مستُور رہا

للہِ الحمد! بھُلا کر غمِ دوراں امجدؔ
ذوقِ مدحِ شہِ کونینؐ میں مسرور رہا

یہ رنگ، یہ نکہت، یہ ضیا ہے ترے دم سے
یہ عالَمِ امکان سجا ہے ترے دم سے

یہ کاہکشاں، شمس و قمر، ارض و سمٰوٰت
سب کچھ شہِ لَولَاکَ لَمَا ہے ترے دم سے

ہے نبضِ زمانہ تپش آمادہ تجھی سے
یہ سلسلۂ صبح و مسا ہے ترے دم سے

یہ انفُس و آفاق، تِری ذات کا صدقہ
اور کُنْ فَیَکُوں کی یہ صدا ہے ترے دم سے

ہے تیرے تصوّر سے میرا ذہن فروزاں
پُر کیف مِرے دل کی فضا ہے ترے دم سے

"کھِلتا ہے ترے نام سے گلزار کا چہرا"[12]
غنچوں کا تبسم ہے، صبا ہے ترے دم سے

---

12 یہ مصرع حضرت پیر نصیر الدین نصیرؔ کا ہے۔

خالق نے بنائی ہے ترے نُور سے ہر شے
جو کچھ ہے جہاں بھی، وہ شہا ہے ترے دم سے

پھرنے سے ترے رخ کے بنا قبلۂ عالم
کعبے کو یہ اعزاز ملا ہے ترے دم سے

نکہت سے تری شہرِ مدینہ ہے معطّر
اور مہبطِ انوارِ خدا ہے ترے دم سے

کیا کیا نہ ملا نعت کے صدقے سے گدا کو
امجدؔ پہ یہ مولیٰ کی عطا ہے ترے دم سے

کھڑا ہوں دشتِ غم میں کب سے تنہا یارسول اللہؐ
مدد کو آیئے اب تو خدارا یارسول اللہؐ

سراپا عیب ہوں، آلودۂ عصیاں ہوں، مجرم ہوں
مگر ہوں آپ ہی کے در کا منگتا یارسول اللہؐ

مجھے اپنا ہی دیوانہ بنا لیجے شہِ بطحاؐ
مٹے دل سے مرے یہ حُبِّ دنیا یارسول اللہؐ

بسا دیجے دلِ ویراں مرا بھی اپنی نکہت سے
کِھلا دیجے مِرا نخلِ تمنا یارسول اللہؐ

سخن ہو پُر اثر، مل جائے سوزِ اندروں مجھ کو
دلِ زندہ عطا ہو، چشمِ بینا یارسول اللہؐ

عجب کیا ہو جو میرے دامنِ عصیاں کو دھو ڈالے
ابھرتا، آپ کی رحمت کا دریا یارسول اللہؐ

پکاروں آپ کو جب نَزع کے عالم میں تو للہ!
دکھانے آیئے گا رُوئے زیبا یارسول اللہؐ

مٹے ظلمت شبِ تاریکِ ہستی کی اگر دیکھوں
رخِ پُرنور کی صبحِ دل آرا یارسول اللہؐ

چھپا لینا اس امجدؔ کو بھی دامانِ شفاعت میں
نہ ہو جائے کہیں محشر میں رُسوا یا رسول اللہؐ

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ

بہ فضلِ خدا ذکر اونچا رہے گا
"رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا"[13]

جتن لاکھ اے منکرو چاہے کرلو!
یہ مہرِ رسالت ابھرتا رہے گا

ہر اک جا، ہر اک دور میں نام ان کا
ہر اک آن اُولیٰ سے اَولیٰ رہے گا

ہے منشاءِ یزداں کہ دونوں جہاں میں
سدا ذکرِ محبوبِ یکتا ﷺ رہے گا

رہے گا جو محوِ ثنائے پیمبر ﷺ
ہر اک کام اس کا سنورتا رہے گا

---

13 درزمینِ حضرت فاضل بریلویؒ۔ یہ مصرع انہی کا ہے۔

سنے گا جو آقاؐ کا ذکرِ ولادت
تو عاشق کا چہرا نکھرتا رہے گا

غنی ہی رہیں گے فقیرانِ بطحاؐ
خدا اُن کی جھولی کو بھرتا رہے گا

سرِ پُل صراط اُن کا ہر ایک عاشق
دُرود اُن پہ پڑھتے گزرتا رہے گا

بہ فیضِ رضاؔ امجدؔ بے ہنر بھی
ثنا اپنے آقاؐ کی کرتا رہے گا

یہ کرم اے مرے آقاؐ کرنا
اِس گنہگار کو اپنا کرنا

اک نظر رشکِ مسیحا کرنا
اپنے بیمار کو اچھا کرنا

چاند کا جھکنا اشاروں پہ تِرے
مہد میں وہ تجھے دیکھا کرنا

مہر کا الٹے قدم لوٹ آنا
اَبر کا دھوپ میں سایہ کرنا

اپنی طلعت سے اے ماہِ کونینؐ
میری تربت میں اجالا کرنا

جب شفاعت ہو گنہگاروں کی
میری جانب بھی اشارہ کرنا

تو نے انساں کو سکھایا آکر
اپنے خالق ہی کو سجدہ کرنا

گردِ مہتاب وہ تاروں کا ہجوم
تیرا اصحاب ؓ میں بیٹھا کرنا

تیری ناپاک نگاہیں امجدؔ!
اور مدینے کی تمنا کرنا؟

دربارِ رسالتؐ میں گنہگار کھڑا ہے
اوڑھے ہوئے احساسِ خجالت کی قبا ہے

ہے دیدۂ نمناک سے ہی عرضِ مناجات
ورنہ لبِ عاصی کو کہاں تابِ ندا ہے

"حاجت نہیں جنبش کی یہاں اے لبِ سائل"[14]
سب ان پہ عیاں ہے جو ترے دل میں چھپا ہے

تسبیح پہ سانسوں کی رواں صلِّ علیٰ ہے
رُخ ان کا تصور میں ہے، دل محوِ ثنا ہے

آتی ہے فرشتوں کی صدا "اور بھی کچھ مانگ"
'وہ دیکھ ترے پیشِ نظر بابِ سخا ہے'

کیا اَوج پہ واللہ ترا بختِ رسا ہے
آقا نے بُلا کر تری جھولی کو بھرا ہے

---

14 یہ مصرع حضرت پیر سید نصیر الدین نصیرؒ کا ہے۔

سَو جاں سے فدا، پیکرِ تقصیر و خطا ہے
اس بندۂ عاصی پہ کرم کتنا کیا ہے

پاتا ہے غنی خود کو دو عالم سے وہ سائل
جس پر مرے سرکارِ مدینہؐ کی عطا ہے

بے شک ہے یہی بارگہِ قاسمِ کونینؐ
جتنا جو ملا، جس کو، اسی در سے ملا ہے

محتاجِ سلاطینِ زمانہ نہیں امجدؔ
صد شکر کہ سرکارِ دوعالَمؐ کا گدا ہے

اے دل سمائی تجھ میں تمنّا جہاں کی ہے
بوسہ اُسی زمیں کا، طلب آسماں کی ہے

آتا ہے کوئی چھوڑ کہ سِدرہ کو بار بار
کچھ اِس قدر کشش ترے پاک آستاں کی ہے

خالق نے خود سکھائے ہیں آدابِ حاضری
وہ بارگاہِ ناز شہِ انس و جاںؐ کی ہے

چومے ہیں قدسیوں نے مسافر کے نقشِ پا
اللہُ اکبر! آج عزیمت کہاں کی ہے؟

اُٹھّے زمیں سے اُن کی حسیں جالیوں تلک
ہمّت کہاں یہ اِس نظرِ ناتَواں کی ہے

لیں سانس بھی ادب سے جنیدؒ اور بایزیدؒ
اے بے خبر! خطا یہاں جنبش زباں کی ہے

پہنچا درِ خدا پہ جو اِس در پہ آگیا
معراج بندگی کی رسائی یہاں کی ہے

اشکوں سے ہورہی ہے بیاں داستانِ غم
غمّاز چشمِ تر ہی دلِ بے زباں کی ہے

گنبد ہے سبز سبز، سنہری سی جالیاں
زاہد ہماری خلدِ بریں اِس نشاں کی ہے

جس کے اثر سے پہنچے وہاں نالۂ فِراق
امجدؔ کو جستجو اُسی طرزِفغاں کی ہے

کوئی صورت نہ تصوّر میں بسی تیرے بعد
دل میں یادوں کی حسیں بزم سجی تیرے بعد

تجھ سے پہلے تھا اندھیروں کا بسیرا ہر سُو
روشنی چار طرف پھیل گئی، تیرے بعد

ایسا بے مثل بنایا ہے تجھے خالق نے
تجھ سا پہلے تھا، نہ آئے گا کوئی تیرے بعد

ماسِوَاللہ کوئی شے تھی نہ تجھ سے پہلے
تیرے صدقے سے یہ مخلوق بنی ، تیرے بعد

یوں تو آمد کا رہا ذکر اَزَل سے جاری
فرش تا عرش تِری دھوم مچی ، تیرے بعد

صاف قرآن کا اعلان ہے اَکمَلتُ لَکُم
نہ رہی دِیں میں کہیں کوئی کمی تیرے بعد

تیری بعثت نے کیا قصرِ رسالت کو تمام
اب نہ آئے گا کبھی کوئی نبی تیرے بعد

اولیاء خلق سے، اور اُن سے نبیؑ ہیں اعلیٰ
انبیاءؑ سے ہیں رُسُلؑ، پر ہیں سبھی تیرے بعد

دم بخود حشر تھا سُن کر **لِمَنِ المُلکُ الیَوم**
میں فدا، بات شفاعت کی چلی تیرے بعد

تیری آمد نے پسِ مرگ بنائی بگڑی
قبر روشن مری تا حشر رہی تیرے بعد

تیرے جلووں نے کیا سینۂ امجدؔ معمور
گوشۂ دل میں عجب شمع جلی تیرے بعد

بروزِ حشر اُمّت پر کرم کی انتہا ہو گی
گنہگاروں کو گھیرے رحمتِ خیرُالوریٰ ہو گی

دمِ آخر دکھا جائیں جھلک گر رُوئے زیبا کی
مریضِ ہجر کو رشکِ مسیحا، تب شفا ہو گی

پسِ مرگ اسلئے عُشاق اُن کے مُسکراتے ہیں
زیارت اُس رُخِ انور کی تربت میں عطا ہو گی

لحد میں ، پُل پہ، میزانِ عمل پر، رَب سے بخشش کا
وسیلہ نسبتِ ذاتِ حبیبِ کبریاؐ ہو گی

کچھ اِس انداز سے اُمّت کو وہ پُل سے گزاریں گے
کہ سر سجدے میں، لب پہ ربِّ سَلِّم کی صدا ہو گی

سواری منصبِ محمود پر پہنچے گی جب اُن کی
تو شوکت دیکھ کر خلقِ خدا محوِ ثنا ہو گی

چھپالیں گے گنہگاروں کو وہ دامانِ رحمت میں
غلاموں کی لِواءُالحمد کے سائے میں جا ہو گی

گنہگاروں کے سائے کے لئے خورشیدِ محشر سے
مِرے آقاؐ کی کملی، اُن کی عترت کی رِدا ہوگی

بس اِک نکتے پہ ہوگا فیصلہ اُمّت کی بخشش کا
بنا اُن کاجو دنیا میں، اُسے جنّت عطا ہوگی!

عیاں محشر میں ہوگی شان اُن کی یوں کہ سب خلقت
شفاعت کے لئے محتاجِ محبوبِ خداؐ ہوگی

رہا آقا کی مِدحت میں مگن امجدؔ جو دنیا میں
لبوں پر اُس کے محشر میں بھی نعتِ مصطفیٰؐ ہوگی

آمدِ شاہؐ کا لمحہ جو قریب آتا ہے
اَوج پہ اُمّتِ عاصی کا نصیب آتا ہے

جس کے صدقے سے ہوئی ساری خدائی تخلیق
آج دنیا میں خدا کا وہ حبیبؐ آتا ہے

بزم میں شعر و سخن کی جو ادیب آتا ہے
بن کے سرکارؐ کی مِدحت کا نقیب آتا ہے

نہ تکلّف میں پڑیں میرے مُعالِج یوں ہی
ایسے بیمار پہ طیبہ کا طبیب آتا ہے!

"قَابَ قَوسَین" کی دی جاتی ہے تمثیلِ لطیف
قربتِ خاص میں جب عبدِ منیب آتا ہے

بس وہی رہتے ہیں، مٹ جاتی ہے اپنی ہستی
عشق میں ایک مقام ایسا عجیب آتا ہے

اپنی اُلفت سے وہ بھر دیتے ہیں دل کا کشکول
اُن کی چوکھٹ پہ جو امجدؔ سا غریب آتا ہے

جاگ اُٹھا بختِ رَسا، ہونے کو شامل، پہنچا
جب ہوا اِذن، تو میں بھی سرِ محفل پہنچا

پیش کرنے کے لئے کچھ بھی نہ تھا پاس مِرے
اُن کی چوکھٹ پہ لیے ٹوٹا ہوا دِل پہنچا

چند لمحے تو کھڑا رہنے دے اِس کو درباں
بعد مُدّت کے درِ آقاؐ پہ سائل پہنچا

شانِ محبوبِ خداؐ پوچھ کسی عارف سے
اِس حقیقت کو بھلا کب کوئی جاہل پہنچا

قبر میں لائی مجھے حسرتِ رُوئے تاباں
میں تو پانے کو یہاں زِیست کا حاصل پہنچا

حشر میں جب یہ گنہگار سرِ پُل پہنچا
لُطفِ سرکارؐ سے اِک آن میں منزل پہنچا

مل گئی دامنِ رحمت میں اِس عاصی کو پناہ
حشر میں قدموں میں جو اُن کے، بہ مُشکل پہنچا

جب پکارا اُنھیں گردابِ الَم میں امجدؔ
میں فدا، اُن کے کرم سے لبِ ساحل پہنچا

جو دل و جاں سے غلامِ شہِ کونینؐ ہوا
صاحبِ تمکنت و شوکتِ دارین ہوا

غیب سے آئی صدا، جاں سے وہ زیادہ ہیں قریب
ہجر میں اُن کے، مِرا قلب جو بے چین ہوا

کل اُسی کے لئے وا ہوگا درِ خُلدِ بریں
آج جو دل سے گدائے درِ سبطینؓ ہوا

تب سے نازاں ہے بہت عرشِ عُلیٰ قسمت پر
جب سے وہ بوسہ گزارِ کفِ نعلین ہوا

تیری آمد سے مٹی ظلمتِ کفر والحاد
رابطہ خالق و مخلوق کے مابین ہوا

میرے آقا نے جو اُمّت کی شفاعت مانگی
تو عطا مژدۂ بخشش سرِ قوسین ہوا

حق تعالیٰ بھی کریم اور محمدؐ بھی کریم
حشر اُمّت کا مِیانِ دو کریمین ہوا

اُس کو امجدؔ نہیں کچھ آلِ عباؑ سے نسبت
جو کوئی مُعترض و مُنکرِ شیخینؓ ہوا

مرحبا! سیّدِ عالمؐ، شہِ ذیشانؐ آئے
بزمِ کونین میں کونین کے سلطانؐ آئے

جھک کے کعبہ نے کہا، مرکزِ ایمان آئے
اور ایمان پکارا کہ مِری جان آئے

دیکھتے ہی جنہیں سب کہہ اٹھیں اللہ اللہ!
مظہرِ ذات، وہ اللہ کی بُرہان آئے

دھوم تھی عالَمِ افلاک میں معراج کی شب
مرحبا بن کے وہ اللہ کے مہمان آئے

ان کے کوچے سے ہر عاشق یہی کہتے لوٹا
چھوڑ کر ہم تو مدینے میں دل و جان آئے

طبعِ اقدس پہ کوئی بات گراں جو گزری
وہیں جبریلؑ لیے مدح میں قرآن آئے

بھول ہی جائے سبھی رونق و حسنِ دنیا
ان کے کوچے میں نہ جا کر کبھی انسان آئے

میں فدا شانِ کریمی پہ، شفاعت کے لیے
قبر میں، پُل پہ، کبھی وہ سرِ میزان آئے

آرزو اُس شہِ خوباںؐ کی بسالی دل میں
اب مِری سمت کوئی اور نہ ارمان آئے

کاش طیبہ سے کسی روز یہ فرمان آئے
امجدؔ خاک نشیں، بے سروسامان آئے

نعتِ رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مجھ گنہگار کو مِدحت کا قرینہ بخشا
ایک بے مایہ کو آقاؐ نے خزینہ بخشا

بخشی مولیٰ نے رُخِ ماہ کو خاکِ کفِ پا
اور پھولوں کو مِرے گُل کا پسینہ بخشا

رشکِ شاہانِ زمانہ ہے مقدّر اُن کا
میرے آقاؐ نے جنہیں اِذنِ مدینہ بخشا

للہِ الحمد اَزَل سے ہوں غلام ابنِ غلام
عشق آقاؐ نے مجھے سینہ بہ سینہ بخشا

ہم گنہگاروں کی بخشش کیلئے ، اُن کے طفیل
حق نے رَمَضان کا اُمّت کو مہینہ بخشا

اُن کی نامُوس کا خود رب ہے محافظ امجدؔ
کسی گستاخ کو ہرگز بھی کہیں نہ بخشا

تضمین بر نعتِ سوختۂ عشقِ رسالت مآب ﷺ امامِ اہلِ سنت الشاہ

حضرت مولانا احمد رضا خانؒ فاضل بریلوی

جاں محوِ شوق، دل کو لگن اُن کے در کی ہے
ہر سو ضیا ہے، دیدنی رونق سحر کی ہے
لائی صبا یہ آج مہک کس نگر کی ہے
بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

چمکا ہے بخت آج، ترے جاگ اٹھے ہیں بھاگ
مانا کہ ان کے عشق کی دل میں لگی ہے آگ
جائے ادب ہے، سُن، ذرا آہستہ چل، نہ بھاگ
ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سَر کی ہے

ہر ذرّے میں سمایا ہے گویا جہانِ نَو
پاتا ہے قلب عشق کے یاں ارمُغانِ نَو
جلوے ہیں راہ شوق میں ہر سو بہ شانِ نَو
واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نَو
یہ راہِ جاں فزا مِرے مولیٰؐ کے دَر کی ہے

پائی ہے مفلسوں نے یہ تکریم و عزّو جاہ
ورنہ کہاں فقیر، کہاں اُن کی بارگاہ؟
دیتا ہے عاصیوں کو بھلا کون یوں پناہ
مجرم بلائے آئے ہیں جَاءُوکَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے دَر کی ہے

قدموں میں ایک دن ہمیں آقاؐ بلائیں گے
اشکوں سے ہم بھی حالِ غمِ دل سنائیں گے
پھیلائے جھولیاں جو مواجہہ پہ آئیں گے
مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لَا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

مختارِ کُل ہو قاسِمِ کنزِ نعیمؐ ہو
بے کس نواز، صاحبِ خُلقِ عظیمؐ ہو
اس بے نوا پہ چشمِ کرم اے کریمؐ ہو!
مومن ہوں مومنوں پہ رَؤُفٌ الرَّحِیۡم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لَا نَہَرْ کی ہے

ہر سو تجلیات ہیں اس جلوہ گاہ میں
حاصل ہے یہ مقام کسے قُربِ شاہؐ میں
شیخینؓ گویا یوں ہیں تری بارگاہ میں
سعدین کا قِران ہے پہلوئے ماہ میں
جھُرمٹ کیے ہیں تارے تجلّی قمر کی ہے

یوں جیشِ قدسیاں ہیں حضورِ شہِ انامؐ
انجم ہوں جیسے محوِ طوافِ مہِ تمام
ہیں عرش و فرش والے سبھی آپؐ کے غلام
سترّ ہزار صبح ہیں، سترّ ہزار شام
یوں بندگیٔ زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے

جن کو حبیبِؐ خالقِ کون ومکاں کہیں
بزمِ رُسُل کی نازش و روحِ رواں کہیں
ممدوحِ کائنات، شہِ انس و جاںؐ کہیں
ان پر درُود جن کو کسِ بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

وہ حاضری کہ اس دلِ مضطر کا چین تھی
عاصی تھا، بارگاہِ شہِ مشرقینؐ تھی
تھی جو عطا، بہ صدقۂ حسنؓ و حسینؓ تھی
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دَین تھی
دُوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھرَ کی ہے

تو ہے امامِ مدحتِ محبوبِ کبریاؐ
تیرے سخن سے دل کی معطر ہوئی فضا
امجدؔ بصد نیاز یہ کرتا ہے التجا
آکچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضاؔ
مشتاق طبع لذّتِ سوزِ جگر کی ہے

تضمین بر نعتِ سوختۂ عشقِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم امامِ اہل سنت الشاہ

حضرت مولانا احمد رضا خانؒ فاضل بریلوی

لطف ہو جائے جو عاصی پہ بھی آقاؐ تیرا
حشر میں پاکے شفاعت کا اشارہ تیرا
وجد کرتے ہوئے کہتا پھرے بندہ تیرا
واہ کیا جودو کرم ہے شہِ بطحاؐ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

پائے خلقت جو سرِ حشر سہارا تیرا
ہر طرف دھوم شفاعت کی ہو، چرچا تیرا
انبیاءؑ کہہ اٹھیں یہ دیکھ کے رتبہ تیرا
واہ کیا جُودوکرم ہے شہِ بطحاؐ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اسخیاء بھرتے ہیں دامن، وہ ہے ٹکڑا تیرا
پیاس محشر کی بجھائے، وہ ہے پیالہ تیرا
کُل جہاں پلتا ہے جس پر وہ ہے صدقہ تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

بیکراں بحرِ کرم، جودوسخا کا تیرا
در ہے اللہ کا بے شک درِ والا تیرا
کیوں نہ ہو دستِ عطا جب ہے یَدُاللہ تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

شانِ والا تِری کم بخت عَدُو کیا جانیں
عشق کیا شے ہے، یہ بد خصلت و خُو کیا جانیں
یہ کہ اللہ کا محبوب ہے تُو، کیا جانیں!
فرش والے تِری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

کیسے پھیلائیں دَرِ غیر پہ ہم دستِ سوال
ہمیں دینے کو بھی منہ چاہیے، ہے کس کی مجال
ہم فقط تیرے بھکاری ہیں، بہر سُو، ہر حال
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کہ صدقہ تیرا

اپنے معبود کے وہ خاص ہو تم عبدِ مُنیب
قابَ قَوسین سے بڑھ کر جو ہوا اور قریب
انبیاءؑ رشک کریں ایسا ملا تجھ کو نصیب
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیبؐ
یعنی محبوب و مُحِب میں نہیں میرا تیرا

جاں فزا ہند کے حسّانؒ کا یہ مصرع ہے عجیب
یہ حسین طرزِ سخن ہے اسی یکتا کا نصیب
دم بخود رہ گئے سن کر شعرا اور ادیب
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و مُحِب میں نہیں میرا تیرا

المدد پُرسشِ اعمال کی ہے پیش گھڑی
سخت مشکل سے ہوں دوچار، مصیبت ہے کڑی
میں گنہگار سہی، تیری شفاعت ہے بڑی
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکمّا تیرا

اب بلا لو کہ ہمیں ہجر میں جینا ہے محال
ہو کرم اب تو شہا، ہیں غمِ فرقت سے نڈھال
لمحے مانند زمانوں کے ہیں، صدیاں مہ وسال
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کہ صدقہ تیرا

لفظِ جَآءُوكَ میں قرآن کا ارشاد ہے صاف
یاں جو آجایئے، کر دیتا ہے اللہ معاف
کتنی مجرم پہ عنایات ہیں، کتنے الطاف
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں، یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

میں فدا دامنِ رحمت میں ہے وسعت کتنی
بہرہ ور تیری شفاعت سے ہے خلقت کتنی
میری افتاد ہی کیا! اور مصیبت کتنی
ایک میں کیا مِرے عصیاں کی حقیقت کتنی

مجھ سے سَو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

گرچہ آلودۂ عصیاں ہوں، سیہ کار ہوں میں
مفلس و بے کس و مجبور ہوں لاچار ہوں میں
لاج رکھنا تِرا منگتا شہِ ابرارؐ ہوں میں
خوار و بیمار و خطا وار و گنہ گار ہوں میں

شافعِ و رافع و نافع لقب آقاؐ تیرا

میں بھی امجدؔ ہوں گدا اُس کا، دل وجاں سے مطیع
منبعِ جود و عطا، ہے جو ولایت میں رفیع
مظہرِ شاہِ رُسُلؐ، مجمعِ اوصافِ جمیع
تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اُس کو شفیع

جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

سلام بحضورِ خیر الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

تضمین بر سلامِ شاعرِ ہفت زباں حضرت علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیر گیلانیؒ

شاہدِ حُسنِ وَحدَت پہ لاکھوں سلام
صاحبِ اَوجِ عظمت پہ لاکھوں سلام
حق تعالیٰ کی رحمت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰؐ، شانِ قُدرت پہ لاکھوں سلام
اوّلیں نقشِ خِلقَت پہ لاکھوں سلام

حُسنِ اَخلاق شیوہ، کریمانہ خُو
خامُشی فِکر، وحیِ خدا گفتگو
جس کے دم سے ہوا یہ جہاں قبلہ رُو
قائلِ وَحدَہٗ لَا شریکَ لَہٗ
ماحیِ شِرک و بِدعت پہ لاکھوں سلام

کُفر غارَت ہُوا، قصرِ شر ہِل گیا
تھا جو بے راہ رَو، سُوئے منزل گیا
چہرۂ بے کس و ناتواں کِھل گیا
چاکِ دل سِل گیا، آسرا مِل گیا
گردشِ چشمِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس کی دَریُوزہ گر ہر کمال و صِفَت
کُل جہاں ہیں اُسی شاہؐ کی سلطَنَت
رُوئے روشن کی ہیں تابِشیں ہر جِہَت
گِردِ چہرہ وہ اِک ہالۂ تمکِنَت
وَالضّحیٰ کی صباحت پہ لاکھوں سلام

دوش پر عنبریں گیسوؤں کی گھٹا
چُوم کر جس کو اِترائی، جھومی صَبا
اُس صبا سے مُعطّر ہے دل کی فَضا
بھینی بھینی وہ خُوشبوئے زُلفِ دوتا
ایسی بے مِثل نکہَت پہ لاکھوں سلام

ہیں مکیں جس کے محبوبِؐ ربُّ العُلیٰ
محورِ قدسیاں ہے جو صبح و مَسَا
تشنہ لب میں ہوں وہ بحرِ جُود و عطا
آنکھ کو دے گیا زینۂ اِرتقا
سبز گُنبد کی رفعت پہ لاکھوں سلام

وہ سلاموں کے گُل، مدح کی تھالیاں
وہ دُرُودُوں کی سَوغات کی ڈالیاں
دیکھ لیں سبز گنبد کی ہریالیاں
بِھیڑ میں چُوم لیں شاہؐ کی جالیاں
اے نظر! تیری ہمّت پہ لاکھوں سلام

وہ یگانہ، وہ لاثانیؐ آمِنہؓ
ماہِ کونینؐ نُورانیؐ آمِنہؓ
گود میں جس کی ہے جانیؐ آمِنہؓ
وہ حلیمہؓ جو ہے ثانیٔ آمِنہؓ
اُس کے لمحاتِ خدمت پہ لاکھوں سلام

ہے یہ پیشِ نظر کِس کا بابِ عطا
لے کے آیا کہاں تُجھ کو بختِ رَسا
تُو کہاں اور کہاں شاہِؐ ارض و سَما!
کِس کی چوکھٹ پہ تُو دے رہا ہے صَدا
اے گدا! تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

یہ غلام اُن کے دَر پہ جو حاضر ہُوا
بعدِ گریہ، ندامت سے کی جب نِدا
قدسیوں نے مجھے دیکھ کر یوں کہا
'کِس کی چوکھٹ پہ تُو دے رہا ہے صَدا'
اے گدا! تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

سَوئی قسمت جگائے گی جو قبر میں
چشمِ ویراں بسائے گی جو قبر میں
اپنے جلوے دکھائے گی جو قبر میں
حوصلہ دینے آئے گی جو قبر میں

ایسی نادِیدہ صورت پہ لاکھوں سلام

مِٹ گئے دُکھ، میسّر خوشی ہوگئی
گھر جو لائی اُنہیں، رَوشنی ہوگئی
یہ سعادت! کہ اُمِّ نبیؐ ہو گئی
جس کو پا کر حلیمہؓ غنی ہوگئی

آمِنہؓ! تیری دولت پہ لاکھوں سلام

حشر میں آئیں گے جب شہِ دَوسراؐ
ہوگا ماتھے شفاعت کا سہرا سجا
ہاتھ حَمدِ الٰہی کا ہوگا لِوا
اُن کی آمد کا سُن کر جو ہوگا بپا

ایسے شورِ قیامت پہ لاکھوں سلام

ہے بِحمدِ خدا دل کو اُس کی لگن
جس کو کہتے ہیں آلِؓ نبیؐ کا چمن
ہر گُلِ تَر میں ہے مصطفٰیؐ کی پھبن
زینبؓ و مُرتضیٰؓ پھر حسینؓ و حسنؓ

اور خاتونِ جنّتؓ پہ لاکھوں سلام

نائبینِ نبوّت پہ ہر دَم دُرُود
سربراہانِ اُمّت پہ ہر دَم دُرُود
اُن کی آقاؐ سے نسبت پہ ہر دَم دُرُود
چار یارانِؓ حضرتؐ پہ ہر دَم دُرُود
اُن کے دَورِ خلافت پہ لاکھوں سلام

پرتَوِ پیکرِ سیّدِ المرسلینؐ
گُلشنِ پنجتنؓ کا گُلِ یاسمیں
سَرورِ اولیاء، مفخَرِ کاملیں
شاہِ بغداد، غوث الوریٰ، مُحیِ دیںؒ
آبرُوئے طریقت پہ لاکھوں سلام

بَن کے آقاؐ کے دَر کا فقیر اور پھر
مانگیے سُوزِ عشقِ نصیرؔ اور پھر
پڑھیے امجدؔ "سِراجٌ مُّنیر" اور پھر
کیجیے بند آنکھیں نصیرؔ اور پھر
بھیجیے اُن کی صورت پہ لاکھوں سلام

یانبی سلام علیک ﷺ

یانبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
مصطفیٰ نورِ خدا ہیں
وہ حبیبِ کبریا ہیں
تاجدارِ انبیاؑ ہیں
شافعِ روزِ جزا ہیں
یانبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

مالکِ ارض و سما ہیں
کیونکہ محبوبِ خدا ہیں
منبعِ جود و عطا ہیں
شاہ بھی اُن کے گدا ہیں
یانبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

وہ امامِ مُرسلیںؐ بھی
عرش کے مسند نشیں بھی
رَحمۃٌ لِّلعَالَمِیںؐ بھی
اور شَفِیعِ مُذنِبیںؐ بھی
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلَوٰۃُ اللّٰہ عَلَیکَ

دیکھ کر جلالِ باری
حشر میں لرزہ تھا طاری
آئی جب اُن کی سواری
دَفعَتہً اُمّت پُکاری
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلَوٰۃُ اللّٰہ عَلَیکَ

پھر اُنہیں روزِ قیامت
مِل گیا اِذنِ شفاعت
جوش میں جو آئی رحمت
بخشوالی ساری اُمّت
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلَوٰۃُ اللّٰہ عَلَیکَ

اے سُرورِ قلب و سِینہؐ
پار ہو اپنا سفینہ
آئے وہ دن، وہ مہینہ
دیکھ لیں ہم بھی مدینہ
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلَوٰةُ اللّٰه عَلَیکَ

چہرہ وَالشَّمسُ ضُحیٰ ہے
چار سُو جس کی ضیا ہے
زُلف وَالَّیلِ سَجیٰ ہے
اَبرِ رحمت کی گھٹا ہے
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلَوٰةُ اللّٰه عَلَیکَ

دوش پر کملی ہے کالی
زُلف ہے وَالَّیل والی
سُرخ لب ہیں کَالَّلَالی[15]
مَست آنکھ، اَبرُو ہِلالی
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلَوٰةُ اللّٰه عَلَیکَ

---

15 کَالَّلَالی: موتیوں کی طرح

دُور ہو آقاؐ یہ دُوری
حسرتیں دِل کی ہوں پُوری
پھر مِلے اِذنِ حضُوری
دیکھ لُوں رَوضہ وہ نُوری
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلوٰۃُ اللہ عَلَیکَ

یَا الٰہی جب مَریں ہم
ذکر تیرا ہی کریں ہم
وَالضُّحیٰ مُکھڑا تکیں ہم
اور عقیدت سے کہیں ہم
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلوٰۃُ اللہ عَلَیکَ

کل جو محشر میں اُٹھیں ہم
مژدۂ بخشش سُنیں ہم
سُوئے خُلد جب بڑھیں ہم
دیکھ کر اُن کو پڑھیں ہم
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلوٰۃُ اللہ عَلَیکَ

مظہر و محبوبِ یَزداں
وجہِ خَلقِ بزمِ امکاں
اَلمَدد شاہِ رسولاںؐ !
یک نظر سُوئے غریباں
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلوٰۃُ اللّٰہ عَلَیکَ

یہ کَرم یا مصطفیٰؐ ہو
سامنے گُنبد ہَرا ہو
امجدؔ عاصی کھڑا ہو
اور مصروفِ ثنا ہو
یَانَبِی سَلَامٌ عَلَیکَ یَا رَسُول سَلَامٌ عَلَیکَ
یَاحَبِیب سَلَامٌ عَلَیکَ صَلوٰۃُ اللّٰہ عَلَیکَ

مَنَاقب

گُلہائے عقیدت بحضور سبطِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ مرتضیٰؓ نورِ نظر سیّدۃ النّساءؓ پیکرِ تسلیم و رضا سیّدنا امام حسینؓ و شہدائےؓ کرب و بلا

اے شہِ گلگوں قبا، اے تشنہ کامِ کربلا
میں فدا سَو جان سے تجھ پہ امامِ کربلا

اَہلِ دل کی آنکھ کا سُرمہ بنی خاکِ نجف
غازۂ عُشّاق ہے گردِ خرامِ کربلا

کیوں نہ ہو گریہ کُناں عالَم یہ منظر دیکھ کر
بر سرِ دارِ جفا ماہِ تمامِ کربلا

ہے یہی اَرضِ مُقدّس مقتلِ ''ذِبحِ عظیم''
کاشِفِ سِرِّ مِنٰی ہے یہ مقامِ کربلا

سہ لیا تُو نے ہر اک غم دیں کی عظمت کے لئے
مرحبا! صد آفریں! ذی اِحتشامِ کربلا

غیر کی دہلیز پر جُھکتا بھی ہے بِکتا بھی ہے
اے مُسلماں کاش تُو سمجھے پیامِ کربلا

پیاس بھی ہے، یاس بھی، دُکھ بھی، الَم بھی، دَرد بھی
ہائے غم کی سِسکیاں، ہائے وہ شامِ کربلا

منبعِ صبر و رضا، عبّاسؓ نُورِ مرتضیٰؓ
ضیغمِ حیدرؓ، علی اکبرؓ، حُسامِ کربلا

ہائے اے اصغرؓ تِری وہ تشنگی بجھ ہی گئی
پی لیا تُو نے شہادت کا وہ جامِ کربلا

اک نظر کی بھیک مِل جائے اِسے اِبنِؓ رسولؐ
آج امجدؔ لکھ کہ لایا ہے سلامِ کربلا

بحضورِ اقدس سبطِ سیّد الانام صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم امامِ عالی مقام سیّدنا حسینؓ ابنِ علیؓ و شہدائے کربلاؓ

چشمِ نم، قلبِ حزیں، نالۂ دل گیر مِلا
شکرِ مولیٰ کہ ہمیں بھی غمِ شبّیرؓ مِلا

اے زمیں تجھ پہ چلا سبطِ نبیؐ سا کوئی؟
دیکھنے کو تجھے ایسا، فلکِ پیر مِلا؟

ہائے سقّائے سکینہؓ پہ ہوئے کیا نہ ستم
پانی اصغرؓ نے جو مانگا تو اُسے تیر مِلا

دیکھا زینبؓ نے سرِ شام جو مقتل تو اُسے
آلِ زہراؓ کا کِھلا گُلشنِ تطہیر مِلا

سربلندی تھی مقدّر ترا اِبنِ حیدرؓ
کٹ کے بھی سر کو ترے منصبِ توقیر مِلا

وہ علی اکبرؓ و اصغرؓ ہو کہ قاسمؓ، سجّادؓ
جس کو دیکھا وہ محمدؐ کی ہی تصویر مِلا

لِی جو آنکھوں میں بصارت بھی ، بصیرت بھی مِلی
خاکِ کربل میں ہمیں نسخۂ اِکسیر مِلا

پھِر پلٹ آئے گی وہ عظمتِ رفتہ تیری
اے مسلماں تجھے گر جادۂ شبّیرؓ مِلا

بادِ صحرائی بھی قدموں سے لپٹ کر رَوئی
ایک بیمار جو پہنے ہوئے زنجیر مِلا

کون جانے دمِ سجدہ وہ مقامِ قُربت
جو حسینؓ ابنِ علیؓ کو تہِ شمشیر مِلا

مِدحتِ آلِؓ پیمبرؐ کا شَرَف امجدؔ کو
تیرے احساں سے ہی اے کاتبِ تقدیر مِلا

بحضور شہدائے کربلاؓ

اپنی متاعِ زیست ہے، ثروت حیات کی
یہ حُبِّ اہلِ بیتؓ سند ہے نجات کی

قطرے کو کیا خبر کہ ہے کیا بحرِ بیکراں
اِک ذرّہ کیا ثنا کہے کوہِ ثبات کی

آخر رواں تھا اُن کی رگوں میں علیؓ کا خوں
آنکھوں میں آنکھ ڈال کے دشمن سے بات کی

کربل کے ریگزار پہ اپنے لہو سے وہ
کیا شرح لکھ گئے ہیں حیات و ممات کی

پیتے رہے وہ جامِ شہادت ہی تشنگاں
اک بوند بھی ملی نہ کسی کو فرات کی

ابنِ علیؓ کا رُوئے منوّر تو دیکھیے
شاہِ اُممؐ کی ضَو ہے، تجلّی ہے ذات کی!

ارض و سما ہیں گریہ کناں ان کی یاد میں
ہے محوِ غم ہر ایک جہت کائنات کی

امجدؔ عطا ہے اُن کی، وگرنہ ہے تجھ میں کچھ
علم و عمل کی بات، نہ کوئی صفات کی

بحضورِ رہروانِ جادۂ مہر و وفا، گلشنِ آلِ عباؑ، شہدائے کرب و بلاؓ

لہو سے کر کے عیاں جادۂ وفا تنہا
کھڑا ہے کون سرِ دشتِ کربلا، تنہا

وہ ضَوفگن ہے اندھیروں میں مثلِ ماہِ تمام
مہک رہا ہے گلِ گلشنِ وفا، تنہا

وہ اس کی نرغۂ اعداء میں شانِ یکتائی!
کہ جیسے کفر میں ہو نُورِ کبریا، تنہا!

حصارِ رنج و غم و کرب میں وہ کوہِ ثبات
مِیانِ جورو جفا، پیکرِ رضا، تنہا

یہ پوچھتی ہیں سکینہؓ کی سسکیاں پیہم
گئے ہو چھوڑ کے بابا کہاں بھلا، تنہا؟

ہے بے خطر، سرِ دربارِ شام خطبہ کناں
وہ نُورِ عینِ نبیؐ، بنتِ مرتضیٰؓ، تنہا

رہِ وفا میں کروڑوں ہوئے نثار مگر
حسینؑ شانِ شہادت میں ہیں جدا، تنہا

وہ کل منیٰ میں جھکی تھی جبینِ اسماعیلؑ
ہے آج سجدہ کناں سبطِ مصطفیؐ، تنہا

مِرا سلامِ مودّت ہو آلِ زہراؑ پر
لُٹی جو دِیں کے لیے وسطِ کربلا، تنہا

غمِ حسین رہا امجدؔ حزیں کا رفیق
گدائے آلِ پیمبرؐ نہ ہے، نہ تھا، تنہا

بحضور شہدائے کرب وبلاؓ

سکتے میں آسمان، زمیں محوِ یاس ہے
شہزادگانِ خلد ہیں، خونیں لباس ہے

خیمے سے آرہی ہے سکینہؓ کی یہ صدا
'لوٹ آیئے چچا کہ بھتیجی اداس ہے'

سبطِؓ نبیؐ کو منصبِ دنیا سے کیا غرض
سرداریٔ بہشت کی مسند جو پاس ہے

سوئے حرم رواں ہے ہر اِک قافلہ مگر
صحرا نورد، قافلۂ حق شناس ہے

محشر بپا ہے بَرسَرِ میدانِ کربلا
رنج و الم ہے، کرب ہے، کُلفت ہے، پیاس ہے

گھر بار سب لٹا دیا ناناؐ کے دین پر
آلِؓ نبیؐ کو کتنا اس اُمّت کا پاس ہے

آہیں درِ حسینؑ پہ ہیں ترجمانِ دل
اپنا یہ سَیلِ اشک، پہ اُ التماس ہے

امجدؔ بھی ہے غلامِ غلامانِ اہلِ بیتؑ
اس کو بھی مصطفیٰؐ سے شفاعت کی آس ہے

بحضورِ آلِ عباؑ، خانوادۂ سیّد الوریٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

بادِ چمن، نہ بوئے گُلِ نَسترَن میں ہے
جو کیف مدحِ آلِؓ رسولِؐ زَمَن میں ہے

نورِ نبیؐ، جلالتِ حیدرؓ، بتُولی ضَو
جلوہ نُما جمالِ حسینؓ و حسنؓ میں ہے

حیدرؓ کا رنگ، نکہتِ شاہِ اممؐ لیے
ہر گُل سدا بہار بتُولی چمن میں ہے

ہر سُو کِھلا ہے گلشنِ تطہیر دشت میں
گلزارِ اہلِ بیتؓ نِرالی پھبن میں ہے

بنتِ علیؓ جو کل تھی مدینہ میں شان سے
وہ آج کاروانِ غریب الوطن میں ہے

اے بنتِ فاطمہؓ تری گفتار کے نثار!
کیا رعبِ حیدری تری طرزِ سخن میں ہے!

کیوں نوحہ زن نہ چرخ ہو منظر یہ دیکھ کر
اصغرؑ سا ایک پھول بھی خُونِیں کفن میں ہے

لرزاں ہے آج لشکرِ اَعدا کہ رزم میں
آلِؑ رسولؐ، تیورِ خیبر شکنؑ میں ہے

یا رب! ثنائے آلِ عباؑ میں رہے مگن
جب تک یہ جاں بدن، یہ زباں اس دہن میں ہے

ارض و سما میں گونج ہے نامِ حسینؑ کی
سبطِؑ نبیؐ کی دھوم ہر اِک انجمن میں ہے

آلِؑ نبیؐ کا امجدؔ عاصی پہ ہے کرم
یہ سوز جو گدائے درِ پنجتنؑ میں ہے

منقبت بحضور شہدائے کربلاؓ

اے شاہِ دیںؐ کے نُورِ عین، ظلمت کدہ جہاں ہے آج
ہر سمت عکسِ کربلا، مظلوم بے اماں ہے آج

گلزارِ فاطمہؓ کا گُل، مہکا رہا ہے دشت کو
ماہِ عربؐ کا ماہ رُو، ظلمت میں ضوفشاں ہے آج

دینِ خدا کا دِیں پناہ، سرّ و بناءِ لَا اِلٰہ
تنہا حرم کا پاسباں،اعدا کے درمیاں ہے آج

ذِبحِ عَظِیم جس کی شان، آلِ عباؓ کی جو ہے آن
سجدے میں کٹ کے اُس کا سَر،اونچاسرِ سِناں ہے آج

اصغرؓ کے غم میں پُرملال، اکبرؓ کے ہجر میں نڈھال
روتی تڑپتی اک بہن، غمگین ایک ماں ہے آج

لاشیں ہے وسطِ کربلا، محشر کا ہے سماں بپا
حیرت میں محو ہے زمیں، سکتے میں آسماں ہے آج

خیمے جلا دیے گئے، قیدی بنا دیے گئے
چشمِ فلک بتا ذرا، یہ کس کا کارواں ہے آج؟

تشنہ لبی سے بے قرار، دیکھے سکینہؓ بار بار
روتی پکارے اے چچا، عبّاسؓ، تُو کہاں ہے آج؟

زنجیر، بیڑیاں، سِتَم، سینے میں اِک جہانِ غم
دل محوِ یاس، آنکھ نم، یہ کون ناتواں ہے آج؟

جس کے لئے دیا تھا سَر، قرباں کیا تھا تُو نے گھر
اُمّت وہی پھر ایک بار، محکومِ دشمناں ہے آج

اُمّت نبیؐ سے کٹ گئی، فرقوں میں آج بٹ گئی
فرمانِ لَاتَفَرَّقُوا، ہر آنکھ سے نہاں ہے آج

خود کُش دھماکے چار سُو، بہتا ہے کُو بہ کُو لہُو
ہر لمحہ ہر گھڑی نئی، وَحشت کی داستاں ہے آج

وحدت ہوئی ہے تار تار، کوچے بنے ہیں کارزار
خیر الاُمم ہے کرب میں، اور محوِ امتحاں ہے آج

ظلم و سِتَم کا ہے شکار، کہنے کو یوں ہے بے شمار
اُمّت شہِ انامؐ کی، افسوس بے زباں ہے آج

ہر جا یزیدیت کا زور، اسلام دشمنی کا شور
طاغوت و جبر، کفر و شَر، ہر سَمت سے عیاں ہے آج

اب تو مدد کو آ شہا، اُمّت کو پھر بچا شہا
خوار و زبوں ہیں آہ ہم، ہر لب پہ یہ فغاں ہے آج

بابِ کرم کے سامنے، خیراتِ امن مانگنے
کشکولِ دل لئے کھڑا، محمودؔ نوحہ خواں ہے آج

بحضور اہلِ بیتؓ رسول ﷺ

سینے میں جس کے آلِؓ محمدؐ کا غم نہیں
کوئی بھی، کچھ بھی ہو، وہ ہمیں محترم نہیں

حاصل نہیں ہوا ہے اُسے مقصدِ وجود
آلِؓ نبیؐ کی یاد میں جو آنکھ نم نہیں

اُس دل کو کیا خبر کہ ہے کیا شے غمِ حسینؓ
جس دل میں سوز و آتشِ دَرد و الم نہیں

پاتا ہے کُل جہان درِ پنجتنؓ سے خیر
ہے کوئی جس پہ آلِؓ نبیؐ کا کرم نہیں؟

دینِ خدا بچانے کو آئے ہیں دِیں پناہ
مقصد حصولِ منصب و جاہ و حشم نہیں

مردِ جری ہر ایسا، حسینی ہے بالیقیں
ٹکّر یزیدیت سے ہے، سر جس کا خم نہیں

اصغرؓ کا قتل دیکھ کے قدسی پکار اٹھے
'اس صبر کی مثال، خدا کی قسم نہیں'

خیمے جلے، اسیر بنے، کُو بہ کُو پھرے
اب رُک گیا ہے خامہ، کہ تابِ رقم نہیں

کربل ہے جلوہ گاہِ جگر پارۂ رسولؐ
یہ سرزمین عرشِ معلّیٰ سے کم نہیں

جو بھی یزید دشمنِ آلِؓ رسولؐ ہو
وہ قابلِ شفاعتِ شاہِ اممؐ نہیں

صد شکر ہیں غلامِ صحابہؓ و اہلِ بیتؓ
جو بے ادب مزاج ہوں، ایسوں میں ہم نہیں

معمور ان کی یاد سے امجدؔ ہے صبح و شام
کیسے کہوں کہ دل یہ چراغِ حرم نہیں

بحضورِ سیّدہ سکینہؓ

کیا درد بھری ہے تری رُوداد سکینہؓ
اک حشر اُٹھاتی ہے تِری یاد سکینہؓ

تُو گلشنِ تطہیر کی معصوم کلی ہے
یہ پاک چمَن تُجھ سے ہوا شاد سکینہؓ

وہ پیاس کی شدّت ، وہ غم و کرب، وہ کُلفت
محشر سے نہیں کم، تِری اُفتاد سکینہؓ

صحرا کی تپش، تشنہ لبی، صدمۂ فرقت
وہ جَور و سِتَم اور وہ بیداد سکینہؓ

بابا بھی جدا ہو گئے، بھائی بھی، چچا بھی
اب ہائے کرے گی کسے فریاد سکینہؓ

چھائی ہے تری یاد کی اِک شامِ غریباں
کیسے کہوں حالِ دلِ برباد سکینہؑ

بھیجیں تری جُرأت پہ سلام عرش سے قُدسی
ہیں صبر پہ نازاں ترے اجداد سکینہؑ

وہ پھول کہ جن سے ہیں معطّر یہ دل و جاں
قاسمؑ ہیں، علی اصغرؑ و سجّادؑ، سکینہؑ

امجدؔ بھی ہے اِک ادنیٰ ثناخواں ترے گھر کا
حاصل رہے اِس کو تری امداد سکینہؑ

در مدحِ وارثِ علمِ رسول ﷺ جگر پارۂ علیؓ و بتولؓ غوثِ صمدانی عارفِ یزدانی محبوبِ سُبحانی قُطبِ ربّانی شاہبازِ لامکانی قندیلِ نورانی شیخُ الشّیوخُ العالَم حضرت سیّدُنا غوث الاعظم مُحیِ الدّین الشّیخ السّیِد عبد القادِر الگیلانی الحَسَنی والحسینیؒ

نقیبِ رہِ مُرسلاںؑ شاہِ جیلاںؒ
حبیبِ شہِ انس و جاںؐ شاہِ جیلاںؒ

علیؓ کے دُلارے، جگر بندِ زہراؓ
حسینؓ و حسنؓ کی ہیں جاں شاہِ جیلاںؒ

شریعت کے ہیں پاسباں شاہِ جیلاںؒ
طریقت کی روحِ رَواں شاہِ جیلاںؒ

شہِ اولیاؒ، صدرِ بزمِ ولایت
ہو تم رہبرِ رہبراں شاہِ جیلاںؒ

تمہاری فصاحت، بلاغت کے آگے
ہیں اہلِ زباں بے زباں شاہِ جیلاںؒ

جھکیں تیری شانِ جلالت کے آگے
سرِ خسروانِ جہاں شاہِ جیلاںؒ

ہیں زیرِ قدم گردنیں اولیاؒ کی
زہے عظمت و عزّ و شاں شاہِ جیلاںؒ!

رہا تیرے نُطقِ مبارَک سے جاری
معانی کا بحرِ رَواں شاہِ جیلاںؒ

ہوا ہر گھڑی نام اونچے سے اونچا
ترا ذکر ہے جاوِداں شاہِ جیلاںؒ

نگہبانِ حق، مظہرِ حق تعالیٰ
حق آگاہ و حق ترجماں شاہِ جیلاںؒ

ہیں دَریوزہ گر تیرے اغواثِ عالَم
ولی ہیں ترے مدح خواں شاہِ جیلاںؒ

ترے بن کہوں کس سے حالِ غمِ دل
سناؤں کسے داستاں شاہِ جیلاںؒ

میں قرباں، جنابِ مجدّدؒ کے صدقے
ہیں عاصی پہ بھی مہرباں شاہِ جیلاںؒ

تمہیں بے نواؤں کے فریاد رس ہو
تمہیں ہو کسِ بے کساں شاہِ جیلاںؒ

جو ہو جائے امجدؔ پہ چشمِ عنایت
تو دیکھے ترا آستاں شاہِ جیلاںؒ

بحضور حضرت سیّدُنا غوث الاعظم مُحیِ الدّین الشیخ السیّد عبد القادِر الگیلانی الحسَنی والحسینیؒ

یا غوثِ معظّم، شاہِ ھدیٰ، ترِی شانِ عُلیٰ کا کیا کہنا
ترِی ذات ہے مظہرِ ذاتِ نبیؐ، ترِے قُربِ خدا کا کیا کہنا

تنویرِ جمالِ مصطفویؐ، اے جاہ و جلالِ مرتضویؓ
اس رعبِ حسینؓ و شانِ حسنؓ، فیضِ زہراؓ کا کیا کہنا

صدیقؓ کی شانِ صدق و صفا، فاروقؓ کی شوکت، استغنا
عثماںؓ کی ہے تجھ میں مہر وفا، حیدرؓ کی سخا کا کیا کہنا

جو چارہ گرِ محتاج بنے، ولیوں کے سر کا تاج بنے
اللہ رے ایسے دستِ کرم، ایسے کفِ پا کا کیا کہنا

سوئی تقدیر جگاتی ہے، چوروں کو قطب بناتی ہے
جامِ توحید پلاتی ہے، ترِی چشمِ عطا کا کیا کہنا

دامانِ طلب بھرتے دیکھے اغواث، اقطاب، ابدال سبھی
جس دَر سے ولایت بٹتی ہے، اُس بابِ سخا کا کیا کہنا

تِرا چرچا صبح و شام ہوا، اونچے سے اونچا نام ہوا
تو مرجَعِ خاص و عام ہوا، اس شانِ بقا کا کیا کہنا

ہر سلسلۂ فیضاں کو شہا، تِرے جودو کرم سے فیض ملا
اے قاسِمِ فیضِ شاہِ رسلؐ، تِرے لطف و عطا کا کیا کہنا

اے نورِ نگاہِ شاہِ عربؐ، ثانی تِرا تھا، ہو گا، ہے نہ اب
اس فضل و کمال و نام و نسب، شانِ یکتا کا کیا کہنا

تِری شان میں کیا ہی ذوق افزا، کی شاہ نصیر الدّینؒ نے ثنا
کیا بات ہے حضرت باہوؒ کی، اور تیرے رضاؔ ؒ کا کیا کہنا

جب کاسۂ دل امجدؔ کا بھرا، وارفتہ لگائی اس نے صدا
اے چشم و چراغِ آلِ عباؑ، اس جودو سخا کا کیا کہنا

منقبت بحضور قطبِ ربّانی، محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانیؒ الحسنی الحسینی[16]

(پنجابی)

حبیبِ ذاتِ ربّانی، شہِ بغداد جیلانیؒ
شہِ اقلیمِ روحانی، شہِ بغداد جیلانیؒ

نبیؐ دی جاں، علیؓ دی اکھ دا تارا، دِلبرِ زہراؓ
دلِ حسنینؓ دا جانی، شہِ بغداد جیلانیؒ

بیاں جس دا امام المرسلینؐ دے نُطق دا پَرتَو
سخن در رنگ قرآنی، شہِ بغداد جیلانیؒ

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً دے شرف والا
علیمِ سِرِّ پنہانی، شہِ بغداد جیلانیؒ

مُرِیْدِی لَا تَخَفْ ارشاد سن کے مُک گئی ساری
مرایداں دی پریشانی، شہِ بغداد جیلانیؒ

16 حسبِ ارشادِ گرامی مرتبت حضرت علامہ محمد عمر حیات قادری مدظلہ العالی (ہڈرسفیلڈ یوکے)

مُرِیُدِی لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّی کہہ کے کردا اے
مریداں دی نگہبانی شہِ بغداد جیلانیؒ

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اَللّٰهِ جمعاً کہہ کے دس دِتّا
ہے ہتھ وچ جگ دی سلطانی شہِ بغداد جیلانیؒ

دُکھاں وَرداں غماں نے گھیریا اے اس نمانڑیں نوں
کرو ہُن تے مہربانی، شہِ بغداد جیلانیؒ

جمالِ مصطفیٰؐ نوں ویکھ محشر وچ نبی چُمسَن
چمکدی تیری پیشانی، شہِ بغداد جیلانیؒ

ولایت، معرفت، فقروغنا، شانِ جلالت وچ
نئیں تیرا کوئی ثانی شہِ بغداد جیلانیؒ

بڑی مدت توں دل وچ اے تمنا اے کہ میں ویکھاں
ترا دربار نوارانی شہِ بغداد جیلانیؒ

صدا دیندا اے دَر تے دست بستہ امجدؔ عاصی
کرم محبوبِ سُبحانی، شہِ بغداد جیلانیؒ

قطعہ بحضور سلطان الہند، غریب نواز، عطائے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم، جگر بندِ بتول حضرت خواجۂ خواجگاں سیّدُنا خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

تِرا ہے سلسلہ سارا بہشتی
بھنور میں آج ہے اُمّت کی کشتی
بحقِ مُرتضیٰؓ، شبّیرؓ و شبّرؓ
"مدد کُن یا مُعین الدّینؒ چشتی"[17]

17 یہ مصرع کسی استاذِ سخن کا ہے۔

مُسدّس در مدحِ قندیلِ نورانی، عارفِ یزدانی، امامِ ربّانی
حضرت مُجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

یا مُجدّدِ الفِ ثانیؒ تیری عظمت کو سلام!
تیری جُرأت، عزم و ہمّت اور حمیّت کو سلام!
حق تعالیٰ نے ہے بخشا تیری رفعت کو دوام
اولیاء اللہ میں کیا فَوق ہے تیرا مقام!
استقامت، دین کی عظمت ترا دستُور ہے
اک جہاں ہے جو ترِے فیضان سے معمُور ہے

والیٔ سرہند میرِ کاروانِ اتقیا
پیشوائے کاملاں اے نازشِ اہلِ صَفاَ
تیرا عجز و فقر ہے عکسِ جمالِ مُصطفیٰﷺ
تیری ہیبت دبدبہ، شانِ جلالِ کبریا
جُرأتِ اظہار میں تیرا کوئی ثانی نہیں!
اُس سے ہے نسبت ترِی باقی ہے جو، فانی نہیں

شرک و بدعت کے لئے شمشیر ہے تیرا قلم
تُو نے تن تنہا ہے رکّھا ساری اُمّت کا بھرم
چار سُو ہے فیض تیرا وہ عرب ہو یا عجم
تھام لے دامن جو تیرا اُس کو ہو پھر کس کا غم

اِک شبِ دَیجُور کو تُو نے اُجالا کردیا!
شرک توڑا، دینِ حق کا بول بالا کردیا

تیری آمد سے مِلا دینِ متیں کو پھر وَقار
ہے ترے دم سے گُلِستانِ تصوُّف پُربہار
کَلِمۂ حق کی تری آواز سے گُونجیُ پکار
ہے تری شانِ عزِیمت کُل جہاں پر آشکار

اِستقامت، جُہدِ پیہم، وہ ترا فقرِ غیُور
جس نے کُفر و شرک کے سب بُت کیے ہیں چُور چُور

اِک طرف تھے صوفیائے خام، دیں کے راہزن
اِک طرف فتویٰ فَروش عالِم، حریصِ جاہ و دھن
اور اربابِ حکومت! بندگانِ مال و زَن
شیطنت، اِلحاد کی ظُلمات تھیں سایہ فگن

حِلّت و حُرمت کو بدلا، راہِ حق سے پھِر گئے
بادشہ کے سامنے سجدے میں سارے گِر گئے

تب وہ آیا حضرتِ فاروقِ اعظمؓ کا پِسَر
ضَربَتِ توحید سے جس نے اُکھیڑے کُفر و شَر
بادشاہِ وقت کے آگے جُھکا نہ جس کا سَر!
پھوٹتے ہیں جس کے مکتُوبات سے لعل و گُہر

جس کی عظمت پر ہے شاہد خود حدیثِ مُصطفیؐ
جس کی ہے مرہُونِ مِنّت اُمّتِ خیرالوریٰؐ

جس نے سِکھلایا کہ ہے توحیدِ باری اصلِ دیں
جُھک نہیں سکتی کسی بھی غیر کے آگے جَبیں
جس کا مسلک اِتّباعِ رحمۃٌللعالمیںؐ
اولیائے مَاسَبَق کے فیضِ باطن کا امیں

کاشِفِ اسرارِ وحدت، نازِ اربابِ حِکَم
سَروِ گُلزارِ طریقت، منبعِ جُود و کرم

حضرتِ صِدّیقؓ نے دی دولتِ صِدق و صَفَا
ورثۂ فاروقِ اعظمؓ میں مِلی شانِ غَنَا
تُو نے پائی حضرتِ عثمانؓ سے جُود و سخا
حیدرِ کرّارؓ نے کی معرِفت تُجھ کو عطا

شاہِ جیلاںؒ سے عنایت کی قبَا تُجھ کو مِلی
مَسنَدِ اِبلاغ و رُشد و اِھتدیٰ تُجھ کو مِلی

مُحیِ سُنّت، اے شریعت کے حرم کے پاسباں
نجمِ حق، مہر درَخشاں، ماہتابِ ضوفشاں
مہبطِ انوار، مِثلِ طُور تیرا آستاں
شاعرِ مشرقؒ ہے تیری شان میں رطبُ اللّساں

قاسمِ فیضِ نبوّت، اِفتخارِ نقشبند
تُو عُلوِّ مَرتبت میں ہر مُجدِّد سے بُلند

خُسروِ مُلکِ ولایت، معرفت کے شہر یار
تا ابد جاری رہے فیضاں ترا اے تاجدار
آپڑا ہے در پہ تیرے اک سگِ کُوئے نگھار
اِس پہ بھی نظرِ کرم ہو اے شہِ عالی وَقار

ہے تری اُلفت کی دولتِ شیخِ کاملؒ کی عطا
اے شہِ سرہند! تیرے نام پہ امجدؔ فِدا

منقبت بحضور منبعِ فیضانِ نبوّت، میرِ کاروانِ نقشبندیت، نازشِ بزمِ طریقت، پاسبانِ شریعت، مُحسنِ اُمّت، مُحیِ السنّت، قاطعِ شرک و بدعت، عارفِ یزدانی امامِ ربّانی مجدِّد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

اُٹھا جب قلم دَر ثنائے مُجدّدِؒ
کُھلا مجھ پہ بابِ عطائے مُجدّدِؒ

تِرے فیضِ نسبت سے اے شیخِ کاملؒ
سمائی ہے دل میں وِلائے مُجدّدِؒ

ہیں قول و عمل میں شریعت کے جلوے
نبیؐ کی ہے سُنّت ادائے مُجدّدِؒ

ہوا کفر و شَر جس کی ہیبت سے لرزاں
وہ عکسِ عُمرؓ ہے لِقائے مُجدّدِؒ

تھی لرزہ بر اندام محفل کی محفل
جو دربارِ شاھی میں آئے مُجدّدِؒ

جھکایا نہ سَر اُس نے باطل کے آگے
میں قربانِ شانِ غَنائے مُجدّدِؒ

"نہیں کوئی مسجُود جُز حق تعالیٰ"!
یہ اَیواں میں گونجی صدائے مُجدّدِؒ

میں اُس شیخِ احمدؒ کے دَر کا ہوں سائل
کرم کے جو دریا بہائے، مُجدّدِؒ

جو شمشیرِ حق، ماحیٔ شرک و بِدعت
جو باطل سے ٹکّر لگائے، مُجدّدِؒ

نگہباں شریعت کا وہ مُحیِ سُنّت
جو احیائے دِیں کر دکھائے، مُجدّدِؒ

نکل کر جو میداں میں آئے، مُجدّدِؒ
جو رسمِ حسینیؓ نبھائے، مُجدّدِؒ

شہامت سے شانِ جلالت سے اپنی
جو ایوانِ شاہی ہلائے، مُجدّدِ

ہر اِک سمت چھایا ہوا ہو جو باطل
تو حق کے عَلَم کو اُٹھائے، مُجدّدِ

بھنور میں پھنسی ہو جو اُمّت کی کشتی
تو اُس کو کنارے لگائے، مُجدّدِ

جو ہر ایک فتنہ مِٹائے، مُجدّدِ
جو دینِ مُبیں کو بچائے، مُجدّدِ

کرے جو دقائق کی عُقدہ کُشائی
حقائق سے پردے اُٹھائے، مُجدّدِ

جو توحید میں صُوفیا کا مُعلّم
جو اَسرارِ وحدت سکھائے، مُجدّدِ

اے بَرِّصغیر آج تک گُونجتی ہے
تِرے بام و دَر سے نوائے مُجدّدِ

تجھے جانتی مانتی ہے یہ دُنیا
کہ کہتے ہیں اپنے پرائے، مُجدِّدؒ

بَھلا کیا کروں گا میں توصیف جبکہ
ہے اقبالؒ محوِ ثنائے مُجدِّدؒ

مُجدِّد کہَیں اَلفِ ثانی کا جس کو
کوئی بھی نہیں ماسِوائے مُجدِّدؒ

اُسے کیا خبر تیرے لُطف و عطا کی
جو تیری گلی میں نہ آئے مُجدِّدؒ

بڑی دیر سے تیرا سائل کھڑا ہے
تِرے دَر پہ نظریں جمائے مُجدِّدؒ

مجھے حرزِ جاں ذکرِ عالی ہے اُن کا
ہے سُرمہ مِرا خاکِ پائے مُجدِّدؒ

کرم یا مُجدِّدؒ برائے الٰہی
کرم یا الٰہی برائے مُجدِّدؒ

اے کاش اپنے روئے منوّر کی ضَو سے
مِری چشمِ ویراں بسائے مُجدِّدؒ

ہو کیونکر مجھے خوفِ خورشیدِ محشر
مِرے سَر پہ ہوگی رِدائے مُجدِّدؒ

تہی دست و داماں تھا میں روزِ محشر
مِرے کام آئی ثنائے مُجدِّدؒ

نہ سمجھو اِسے بے سہارا، کہ امجدؔ
ہے فضلِ خدا سے گدائے مُجدِّدؒ

منقبت بحضور والیٔ سرہند، افتخارِ نقشبند، امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

جلالِ ذات کا مظہر، مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں
جمالِ ساقیٔ کوثرؐ، مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

صفا صدّیقؓ کی، رُعبِ عمرؓ، عثماںؓ کی فیّاضی
ہیں جس میں حیدری تیور، مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

ملی ان کی گدائی شیخِ کاملؒ کے وسیلے سے
خوشا قسمت مِرے سَرور مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

حمیّت، اِستقامت، جرأت و جُہدِ مُسلسل میں
نہیں جن کا کوئی ہمسر، مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

جُھکی گردن نہ جس کی بادشاہِ وقت کے آگے
وہ اِستقلال کا پیکر، مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

نگہبانِ شریعت ، مُحیِ سُنّت ، قاطعِ بدعت
"مٹائے جس نے کُفر و شر، مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں"[18]

---

18 یہ مصرع جناب بشیر حسین ناظم مرحوم کا ہے۔ یہ منقبت اُنہی کی زمیں میں کہی گئی ہے۔

نہیں مایوس لَوٹاتے کبھی وہ اپنے سائل کو
عطا گُستر ، گدا پرور مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

بھٹک سکتا نہیں ، ہرگز بھی رُسوا ہو نہیں سکتا
وہ جس کے ھادی و رہبر مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

مبارک اے طریقِ نقشبندی تیرے ماتھے کا
چمکتا خوشنما جھومر، مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

غم و آلامِ دنیا کیوں، تجھے کیوں خُوفِ عُقبیٰ ہو
ترے تو اے دلِ مُضطر، مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

چُھپالیں گے مجھے وہ اپنے دامانِ کریمی میں
مِرے حامی سرِ محشر مجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

ہے صدقِ دل سے امجدؔ بھی ترے اُن خانہ زادوں میں
جو مُشتاقِ رُخِ انور، مُجدّدِ الفِ ثانیؒ ہیں

منقبت بحضور حضرت مُجدّد الفِ ثانی رحمتہ اللہ علیہ

زہے عالی مقامی یا مُجدّدؒ
ملی تیری غلامی یا مجدّدؒ

ترے در پر کھڑے رہتے ہیں پیہم
ولی، بہرِ سلامی یا مجدّدؒ

سدا لیتا ہوں میں تسبیحِ دل پر
تمہارا نامِ نامی یا مجدّدؒ

وسیلہ ہوگا محشر میں بھی اپنا
ترا اسمِ گرامی یا مُجدّدؒ

لحد میں، پُل پہ، میزانِ عمل پر
تری نسبت ہو حامی یا مُجدّدؒ

حدیثِ مُصطفیٰ میں ذکر تیرا
شہِ جیلاںؒ پیامی یا مُجدّدؒ

لقب تیرا مُجدّد الفِ ثانی
ترِی شوکت دَوامی یامجدِّدؒ

ہے تُو اَرفع و اعلیٰ، اور میں ہوں
سراپا عیب و خامی یامُجدّدؒ

ترِا منگتا مجھے کہتی ہے دُنیا
خوشا! یہ نیک نامی یامُجدّدؒ

ترِے دربار تک اے کاش پہنچے
یہ میری خود کلامی یامُجدّدؒ

ترِے صدقے، ہو امجدؔ کا سرِ حشر
مُقدّر، شاد کامی یامُجدّدؒ

منقبت بحضور خواجگانِؒ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ومشائخِ عظامؒ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ بگھار شریف

اے زمینِ بگھار!

وادیٔ اہلِ حق ، خطّۂ پُر وقار، کِشورِ اولیاء اے زمینِ بگھار[19]!
فضلِ ربُ العُلیٰ، شاہؒ کے فیض سے، تیرے کوہ و دمن میں انوکھی بہار

اَصفیا، اَتقیا سے مُنوّر ہوا ، جس کا سَرخیل صدّیقِ اکبرؓ ہوا
سلسلہ جو کہ فخرِ سلاسِل ہوا ، تُو اُسی کی مہکتی ہوئی نَو بہار

اِستقامت، حمیّت، وہ تجدیدِ دیں، رسمِ شبّیرؓ کے ہیں مُجدِّدؒ امیں
وہ ہیں ممدُوحِ اقبالؒ، ماہِ مُبیں ، قاطعِ شرک ، توحید کے پہرہ دار

خواجہءِ دوستؒ شمسُ الھُدیٰ، پیشوا، خواجہ عُثمانؒ کے دامن میں لی ہے پناہ
کیجیے اے سراجِ ولایتؒ نگاہ، آپ کے در پہ آیا ہے عِصیاں شعار

ماہتابِ ولایت ہیں یوں ضوفگن، نُور سے اُن کے معمور ہے انجمن
خواجہ ھاشمؒ کا ہے یہ مہکتا چمن ، حق نے بخشا ہے خُلدِ بریں کا نکھار

---

19 یہ میرا اوّلین کلام ہے۔

رہبرِ سالکاں ، زُبدۂ عارفاں ، حضرتِ عبدِ رحماںؒ ، وہ حق ترجُماں
مُحیِ سُنّت، شریعت کے ہیں پاسباں ، جن کی شانِ جلالت پہ شاہی نثار
مُونسِ بیکساں اے سحابِ کرم ، وارثِ فقر و خُلقِ شفیعِ اُممؐ
مُرشِدی خواجہ یعقوبؒ رکھیے بھرم ، ہو نگاہِ کرم اے مِرے غم گُسار

وہ سراپا عنایت ، وہ بندہ نواز ، جن سے نسبت پہ ہے ہم فقیروں کو ناز
خواجہ حافظ حبیبِؒ زمن دلنواز ، بحرِ رحمت شکستہ دِلوں کے قرار
نازشِ بزمِ فکر و نظر ، راہبر ، آگہی ، علم و عرفاں کے بانٹیں گُہر
حضرتِ پیر ساجد ، وہ رشکِ قمر ، جن کی ذاتِ گرامی پہ امجدؔ نثار
تِشنہ لب یوں ہی سیراب ہوتے رہیں، فضل کے موتیوں کو سموتے رہیں
فیضِ نسبت سے دل صاف ہوتے رہیں، بادۂ عِشق پیتے رہیں مے گُسار

بحضور مُرشدِ کریم عارفِ کامل خواجہء خواجگاں، مؤسّسِ خانقاہِ عالیہ بگھار شریف

حضرت خواجہ مولانا محمد ھاشم بگھارویؒ

فروغِ چشم، رُوئے ضوفشاں ہے خواجہ ھاشمؒ کا
مجھے ذکرِ مبارَک حرزِ جاں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

شریعت پر عمل، اِحیائے سُنّت، استقامت میں
زمانے میں کوئی ثانی کہاں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

نکھارا ہے اِسے مولیٰ نے حُسن و نور و نکہت سے
نگر، زیرِ فلک، عکسِ جناں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

طریقت میں فیوضِ شیخِ سرہندیؒ کا ہے مظہر
شریعت کا نگہباں آستاں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

کیا ہے ہر گُلِ تر نے مُعطّر اک زمانے کو
مہکتا لالہ زارِ عارفاں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

بہت خوش بخت ہیں ہم اہلِ نسبت، دونوں عالَم میں
بفضلِ اللہ سر پہ سائباں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

فرشتے خُلد کے پوچھیں گے محشر میں مِرا کچھ یوں
"کہ وہ اِک بندۂ عاصی کہاں ہے خواجہ ھاشمؒ کا" ؟

اُٹھی ہے میری جانب چشمِ رحمت خواجہ عثماںؒ کی
یہ دل جس روز سے تسبیح خواں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

فلک والے بھی شامل ہیں نویدِ فَاذکُرُونِی میں
وہاں بھی تذکرہ وردِ زباں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

کوئی پوچھے جو تم سے کون ہے امجدؔ؟ تو یوں کہنا
کہ خانہ زادِ کُہنہ، مدح خواں ہے خواجہ ھاشمؒ کا

وارثِ فقر و خُلقِ محمدیہ ﷺ، مہبطِ فیضانِ حضراتِ نقشبندیہ، امینِ روایاتِ مجدّدیہ، سیّدی مُرشدی و مولائی
حضرت خواجہ مولانا محمد یعقوبؒ نقشبندی مجدّدی بگھاروی کے حُضور

شمعِ حق، کاشِفِ مجحوب[20] ہیں خواجہ یعقوبؒ
اپنے معبود کے محبوب ہیں خواجہ یعقوبؒ

حُسنِ اخلاق، غنا، فقر، تواضُع، تقویٰ
دلنشیں آپ کے اُسلوب ہیں خواجہ یعقوبؒ

کثرتِ ذکر و دُرُود، اور تلاوت وہ سجود
کِس قدر آپ کے مرغُوب ہیں خواجہ یعقوبؒ

حشر میں اپنے غلاموں کا بھرم رکھ لینا
کچھ بھی ہیں آپ سے منسُوب ہیں خواجہ یعقوبؒ

میں غلام ابنِ غلام اُن کا اِک ادنیٰ سائل
میں ہوں طالب مِرے مطلوب ہیں خواجہ یعقوبؒ

---

20 مجحوب: پوشیدہ، مخفی

فہم و دانش کا جہاں، منبعِ علم و عرفاں
جانشیں آپ کے کیا خُوب ہیں خواجہ یعقوبؒ!

بخشوانا کوئی مشکل تو نہیں امجدؔ کا
آپ اللہ کے محبوب ہیں خواجہ یعقوبؒ!

میں گولی پیر بگھار دی ہاں

(پنجابی)

میں گولی پیر بگھار دی ہاں
اوہدے نام توں جِندڑی واردی ہاں

ہور نہ کوئی نظریں ٹِکدا
دل اوہدی ہی دِید نوں سِکدا
ہر ویلے تانگاں یار دیاں
میں گولی پیر بگھار دی ہاں
اوہدے نام تو جِندڑی واردی ہاں
ساری عمر غماں وچ رُل گئی
ہاسے، کھیڈ، تماشے بھُل گئی
نئیں بھُلیاں گلّاں پیار دیاں
میں گولی پیر بگھار دی ہاں
اوہدے نام تو جِندڑی واردی ہاں

حشر دیہاڑے کرم کماویں
دامن وچ عاصی نُوں چھپاویں
رکھیں لاجاں اوگن ہار دیاں

میں گولی پیر بگھار دی ہاں
اوہدے نام تو جِندڑی واردی ہاں

دَر دَر کیوں جھولی پھیلاواں
غیراں دے کیوں تکّلے کھاواں
میں منگتی اس دربار دی ہاں

میں گولی پیر بگھار دی ہاں
اوہدے نام تو جِندڑی واردی ہاں

اوہدے دَر دے ٹکڑے کھاواں
میں واری میں صدقے جاواں
کیا شاناں اس سرکار دیاں

میں گولی پیر بگھار دی ہاں
اوہدے نام تو جِندڑی واردی ہاں

آن سلیٹھویؔ بُوہے بہہ گئی
حال اپنا ہنجواں نال کہہ گئی
سُن عرضاں ہن لاچار دیاں

میں گولی پیر بگھار دی ہاں
اوہدے نام تو جِندڑی واردی ہاں

بحضور مجذوبِ صَمَدانی، مہبطِ تجلّیاتِ ربّانی حضرت پیر سیّد مُراد شاہ غازی نقشبندیؒ سلیٹھہ شریف

اے باخدا، قلندرِ یکتا، جہاں پناہ
قطرہ عطا ہو بادۂ وَحدت کا، اِک نگاہ!
مٹ جائے حرصِ دولتِ دنیا و حُبِّ جاہ
پوری ہر اک مُراد ہو سیّد مُراد شاہؒ

حاضر ہوں در پہ دل میں یہی آرزو لیے
پھرتی ہے مجھ کو اب تو یہی جستجو لیے

منقبت بحضور یکتائے زماں، شمعِ بزمِ عاشقاں، عارفِ یزداں

حضرت پیر بابا فضل اللہؒ مسند آرائے ٹیپالی شریف

نہ ہوں کیونکر مِرے موضوعِ مِدحت بابا فضل اللہؒ
کہ ہیں سلطانِ اِقلیمِ ولایت بابا فضل اللہؒ

وہ یکتائے زماں ، قیّومِ دوراں ، عارِفِ یزداں
ہیں بے شک قاسِمِ فیضِ نبوّت بابا فضل اللہؒ

بنا دیتے ہیں پَل میں مست و بیخود ، اپنی نظروں سے
پلاتے ہیں اک ایسا جامِ وَحدت بابا فضل اللہؒ

ہُوا کیف و سُرُور و وَجد ، قلب و رُوح پر طاری
اُٹھی جب آپؒ کی اک چشمِ رحمت بابا فضل اللہؒ

چلے آتے ہیں سائل جھولیاں بھر بھر کے چوکھٹ سے
کُھلا ہے آپؒ کا بابِ سخاوت بابا فضل اللہؒ

اُدھر بابا عظیم اللہؒ جلوہ گر سلیٹّھ میں!
اِدھر تاباں بصد شانِ جلالت بابا فضل اللہؒ!

ملایا اک تڑپتی ماں سے بیٹا، آنِ واحد میں
ہے کیسی آپؒ کی پیاری کرامت بابا فضل اللہؒ

بتایا لکھ کے قرآں، ہے یہی دستُورِ ربّانی
میں قرباں آپؒ کا ذوقِ عقیدت بابا فضل اللہؒ

جو ہیں فضلِ خدا سے آپ کے دامن سے وابستہ
وہ ہوں گے اَمن میں روزِ قیامت ، بابا فضل اللہؒ

بڑوٹہ آپؒ کا مسکن، تو ٹیپالی بنا مدفن
عطا کی آپؒ نے دونوں کو نسبت بابا فضل اللہؒ

نہ کیوں لہرائیں پرچم شان سے دربارِ عالی پر
دِلوں پر آپؒ ہی کی ہے حکومت بابا فضل اللہؒ

ہے حاضر دَر پہ یہ خواجہ سلیٹھویؒ کے حوالے سے
ہو امجدؔ پر کرم ، لطف و عنایت بابا فضل اللہؒ

بحضور عارفِ باللہ آیَۃٌ مِّنْ آیاتِ اللّٰہ
حضرت پیر بابا عظیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ سلیٹھہ شریف

خدارا اِس طرف چشمِ کرم بابا عظیم اللہؒ
دلِ برباد کو گھیرے ہیں غم بابا عظیم اللہؒ

شہِ ملکِ ولایت، مردِ کامل، عارفِ باللہ
حبیبِ سیّدِ عَرَب و عجمؐ، بابا عظیم اللہؒ

شریعت کے نگہباں، مُحیِ سنّت، داعیٔ قرآں
طریقت کے ولیِّ محتشم، بابا عظیم اللہؒ

نہیں لَوٹا کبھی سائل جو خالی آپ کے در سے
تو پھر محروم کیوں رہ جائیں ہم بابا عظیم اللہؒ

جگر گوشہ ہو اور نورِ نگاہِ بابا فضل اللہؒ
خوشا! کیسی ہے نسبت محترم، بابا عظیم اللہؒ

نگاہِ لطف ہو جائے بحقّ بابا فضل اللہؒ
مٹیں سب درد و غم، رنج و الم بابا عظیم اللہؒ

سلیٹھہ منتظر ہے پھر کسی مردِ قلندر کا
الٰہی مانگتے ہیں پھر سے ہم بابا عظیم اللہؒ!

مِرے تاریک سینے کو منوّر کیجیے للہ
عطا ہو صدقۂ شاہِ اُممؐ بابا عظیم اللہؒ

مِرا ویرانۂ دل بھی گل و گلزار ہوجائے
لگیں گر آپ کے نقشِ قدم بابا عظیم اللہؒ

سلیٹّھہ کو مشرّف کر کے اپنے پاک قدموں سے
بنایا آپ نے عکسِ اِرَم بابا عظیم اللہؒ

توجہ کیجیے، خواجہ سلیٹّھویؒ کے توسّل سے
ہوں عاصی پر بھی الطاف و کرم بابا عظیم اللہؒ

جگہ قدموں میں امجدؔ کو بھی مل جائے، پۓ مدفن
یہی کہتی ہے اِس کی چشمِ نم بابا عظیم اللہؒ

قطعہ بحضور سلطان الفقراء، برہان الواصلین
حضرت خواجہ میرؒ نقشبندی مُجدّدی موضع سہر
(تحصیل کہوٹہ)

(فارسی)

وارثِ فقرِ محمدؐ، مرشدِ روشن ضمیر
طالباں را فیض گُستر، ناقصاں را دستگیر
یک نگاہِ لطف بر اِیں بندۂ عصیاں شعار
از طفیلِ شیخِ احمدؒ، المدد یا خواجہ میرؒ!

حضرت راجہ سلطان احمد جنجوعہ
عرف دادا پیر کالا علیہ الرّحمہ کے حضور[21]

جنجوعہ قبیلے کا جو سلطان ہوا
اک مردِ خدا ، صاحبِ عرفان ہوا
پھر اُس کے تصدُّق سے، بفضلِ مولیٰ
اِس نَسل کا ہر شخص مسلمان ہوا

21 حضرت دادا پیر کالا علیہ الرحمۃ مشائخِ بگھار شریف اور جنجوعہ قبیلہ کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ آپ کا سنِ وصال ۶۵۰ ہجری ہے۔

منقبت بحضور خلیفہ مجاز خواجۂ خواجگاں یکتائے زماں حضرت خواجہ مولانا عبد الرّحمٰنؒ
نقشبندی مجدّدی آستانہ عالیہ بگھار شریف

حضرت خواجہ مولانا محمد الٰہی نقشبندی مجدّدی سلیٹھّویؒ

مقامِ فقر کا روشن نشاں ، خواجہ سلیٹھّوی ہیں[22]
گُداز و سوزِ بزمِ عارفاں ، خواجہ سلیٹھّوی ہیں

شریعت کے حرم کے پاسباں ، خواجہ سلیٹھّوی ہیں
طریقت کی سہانی داستاں، خواجہ سلیٹھّوی ہیں

وہ جن کے فیضِ باطن سے مُنوّر ہیں ہزاروں دل
اک ایسے ماہتابِ ضوفشاں خواجہ سلیٹھّوی ہیں

توکُّل، زُہد و تقویٰ، فقر کا جو پیکرِ کامل
وہ اک پرُوردۂ غوثِ زماںؒ خواجہ سلیٹھّوی ہیں

وہ جیّد عالمِ دیں اور شریعت کے مُعلّم بھی
خطیبِ مُقتدِر، مُعجز بیاں خواجہ سلیٹھّوی ہیں

22 اپنے جدِّ مکرّم حضرت خواجہ مولانا محمد الٰہی سلیٹھّویؒ کی یہ منقبت میں نے اُن کے انتہائی محبوب رفیق حضرت مولانا کرامت حسین نقشبندی مجدّدیؒ کے تتبّع میں کہی ہے "مقامِ عبدیت میں ہے مکاں خواجہ سلیٹھوی کا"۔

وہ جن کے وعظ سے آنکھیں ہوں پُرنم قلب ڈھل جائیں
وہ قال و حال کا بحرِ رواں خواجہ سلیٹھوی ہیں

وہ جن کو شیخِ کامل نے لکھا "اللہ کا مِٹّھا"
وہی شیریں سخن، شیریں لِساں خواجہ سلیٹھوی ہیں

سفر میں دھوپ کی شدّت ہے یا کہ بادو باراں ہے
جہاں ہیں مُرشدِ کامل وہاں خواجہ سلیٹھوی ہیں

سراپا عجز، اُلفت، صدق، حُسنِ خُلق کا پیکر
مُحّبِ بے نوا و بیکساں خواجہ سلیٹھوی ہیں

ملی اُن کو حیاتِ جاوداں یہ ہے مِرا ایماں
یقینِ قلب سے کہتا ہوں "ہاں!" خواجہ سلیٹھوی "ہیں"

ادب میں شیخ کے خاموش لب ہیں، اور جھکی نظریں
کچھ ایسے، انجمن کے درمیاں، خواجہ سلیٹھوی ہیں

کہا غوثِ زماںؒ نے قطب جب اُن کو پہاڑوں کا
تو پھر کیوں نہ کہوں قُطبِ زماں خواجہ سلیٹھوی ہیں

فرشتے گر یہ پُوچھیں گے، ترا کوئی سہارا ہے؟
بروزِ حشر کہہ دوں گا کہ "ہاں! خواجہ سلیٹھوی ہیں"

زہے قسمت ہیں تیرے جدِّ اعلیٰ، ورنہ اے امجدؔ
کہاں اک تجھ سا کمتر اور کہاں خواجہ سلیٹھوی ہیں

اظہارِ عقیدت بحضور علّامہ زماں، افتخارِ چشتیاں، شاعرِ ہفت زباں، بیدلِ دوراں حضرت پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گیلانی چشتی نظامی گولڑوی ؒ

شوکتِ فقر ہے، اللہ کی بُرہاں ہے نصیرؒ
عاشقِ صادقِ سُلطانِ رسولاں ﷺ ہے نصیرؒ

کیف و مستی کا جہاں، انجمنِ شوق کی جاں
کُشتۂ عشق ہے، اک آتشِ سوزاں ہے نصیرؒ

گلشنِ مہرِ علیؒ کا گُلِ سر سَبد ہے وہ
مُحیِ دیں خواجہؒ[23] کا اک نجمِ درخشاں ہے نصیرؒ

شاعرِ ہفت زباں، نکتہ ور و سحر بیاں
منبعِ علم ہے، گنجینۂ عرفاں ہے نصیرؒ

عشقِ سرکار ﷺ سے سرشار ہے یوں نعت اُس کی
ایسا لگتا ہے کہ پروُردۂ حسّانؓ ہے نصیرؒ

جس کی ہر سانس رگ و پَے میں ہے حُبِّ حسنینؑ
آلِ زہراؑ و علیؓ کا وہ ثناخواں ہے نصیرؒ

---

23 مراد حضرت خواجہ پیر سید غلام مُحیِ الدّین گولڑوی المعروف حضرت بابو جیؒ

"فیضِ نسبت" کی مناقب سے پتا چلتا ہے
شاہِ جیلاںؒ پہ دل و جان سے قرباں ہے نصیرؒ

رومیؒ و سعدیؒ و حافظؒ کا لئے سوزِ دروں
عشقِ جامیؒ کا امیں، بیدلِؒ دوراں ہے نصیرؒ

اب ترستی ہیں تِری دید کو آنکھیں ہر دم
کیسے بتلاؤں یہ کیسا غمِ ہجراں ہے نصیرؒ

مجھ سا کم فہم کہاں اور کہاں ذوقِ سخن
یہ عنایت ہے تری یہ ترا احساں ہے نصیرؒ

زُلف گھنگھور، جبیں نور سے معمور تِری
رُوئے روشن ہے ترا یا مہِ تاباں ہے نصیرؒ

درسِ توحید سے ایماں کو جِلا دی تُو نے
مدحِ سرکارِ دوعالمؐ تری پہچاں ہے نصیرؒ

غمزدہ کر گیا امجدؔ کو ترا یوں جانا
اب تو دل میں تِری یادوں کا چراغاں ہے نصیرؒ

ہدیۂ عقیدت بحضور مجاہدِ اسلام، عاشقِ رسول ﷺ، محافظ و شہیدِ ناموسِ رسالت ﷺ حضرت غازی ملک ممتاز حسین قادری شہیدؒ

واہ کیا اَرفع و اعلیٰ ہے مقامِ ممتازؒ
ہے ملائک کی زبانوں پہ بھی نامِ ممتازؒ

خلق بے تاب ہے آقاؐ پہ فدا ہونے کو
خوب پھیلا ہے جہاں بھر میں پیامِ ممتازؒ

ذکر سے اُس کے پریشاں ہیں غلامانِ فرنگ
بالیقیں حق کا عَلَم بن گیا نامِ ممتازؒ

واصلِ نار نہ کیونکر ہو یزیدِ دوراں
ہے حسینؓ ابنِ علیؓ میر و امامِ ممتازؒ

دَفُعَتاً چیر گئی سینۂ کفر و اِلحاد
کیا ہی بے مثل تھی وہ ضربِ حُسامِ ممتازؒ

دے کے نامُوسِ رسالتؐ کے لئے جان اپنی
پالیا تو نے شہیدوں میں مقامِ ممتاز

لب پہ تھی نعرۂ تکبیر و رسالتؐ کی صدا
آخری وقت تھا کیا خوب کلامِ ممتازؒ

تا ابد زندۂ جاوید رہے گا یوں ہی
عشقِ احمدؐ، جو بنا وجہِ دوامِ ممتازؒ

پیش کرتا ہے اِک عالَم یہاں مدح و تحسین
ایک میں ہی تو نہیں محوِ سلامِ ممتازؒ

آبسی عاشقِ صادق کی عقیدت دل میں
کہیے اب امجدؔ عاصی کو غلامِ ممتازؒ

''شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن''

(علّامہ اقبالؒ)

مجاہدِ اسلام غازی و محافظِ ناموسِ رسالت ﷺ

حضرت غازی ملک ممتاز حسین قادری شہیدؒ کی شہادت کے موقع پر

سب کچھ ہے فدا، ختمِ نبوّتؐ کے لئے
یہ جان ہے ناموسِ رسالتؐ کے لئے
یہ بات نہ سمجھے گا کبھی بھی مغرب
بے تاب ہے ہر شخص شہادت کے لئے

(۲۹ فروری ۲۰۱۶ء۔ یومِ شہادت شہیدِ ناموسِ رسالت ﷺ غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ۔)

راولپنڈی کا اعزاز

مجاہدِ اسلام غازی و محافظِ ناموسِ رسالت ﷺ
حضرت غازی ملک ممتاز حسین قادری شہیدؒ کی شہادت کے موقع پر

پُرجوش ہے، مسرُور ہے راولپنڈی
عشّاق سے معمُور ہے راولپنڈی
ممتاز قادریؒ جس نے دیا دنیا کو
وہ خطّۂ پُرنور ہے راولپنڈی

(۲۹ فروری ۲۰۱۶ء۔ یومِ شہادت شہیدِ ناموسِ رسالت ﷺ غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ۔)

رُباعی

بحضور مجاہدِ اسلام، غازی و محافظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت غازی ملک ممتاز حسین قادری شہیدؒ

بے خوف و خطر، جان کی لگا کر بازی
وہ کر گیا اللہ کے نبیؐ کو راضی
نامُوسِ رسالتؐ کا محافظ، لاریب
بے مِثل، شہید، ممتاز قادری غازی

(۲۹ فروری ۲۰۱۶ء۔ یومِ شہادت شہیدِ نامُوسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ)

مُسدّس دَر مَدحِ سلیٹّھہ

بَر موقعِ وصالِ پُر ملال، جگر گوشہ و شبیہِ مردِ کامل حضرت مولانا محمد سمیعؒ نقشبندی مجدّدی،
برادرِ محترم جناب مولانا طارق محمود نقشبندی مرحوم و مغفور سلیٹّھہ شریف

وہ بھی کیا دل ہے کہ جس دل میں نہیں حُبِّ وطن
اپنے وہ کوچہ و بازار، وہ اپنا مَسکن
اُس زمیں کا ہے ہر اِک ذرّہ مجھے لعلِ یمن
لیکن اِک خطّۂ پُرنور سے ہے خاص لگن
اے مِرے گاؤں سلیٹّھہ تِری گلیوں کے نثار!
محوِ آرام تِری خاک میں وَلیوں کے نثار!

تجھ کو اللہ تعالیٰ نے ہے رفعت بخشی
یوں سنوارا کہ تجھے خُلد کی زینت بخشی
پاک بندوں کی بدولت تجھے عظمت بخشی
اُن کی نسبت سے اِس عاصی کو بھی عزّت بخشی
وہ فقیرانِ محمدؐ، جو تِری خاک میں ہیں
قصر و اَیوان کے تیور خس و خاشاک میں ہیں!

یاد کر تُو نے عجب دَور سُہانا دیکھا
کیا حسِیں وہ مِرے آبا کا زمانہ دیکھا
مُرشِدِ پاکؒ کا کس شان سے آنا دیکھا!
بزمِ عُشّاق کا اِک دُھوم مچانا دیکھا

تیرے کُہسار میں پُرکیف صدا آج بھی ہے!
کَلمۂ پاک سے معمور فضا آج بھی ہے!

خُلد منظر تھی تِرے شام و سحر کی رونق
تُو نے دیکھی مِرے اَجداد کے گھر کی رونق
عُرس کی بزم میں اربابِ نظر کی رونق
شیخِ کاملؒ کے اُس اندازِ سفر کی رونق

مُرتَسِم ذہن پہ اب تک ہیں پرانی یادیں
حاصِلِ زِیست ہیں اپنا وہ سُہانی یادیں

وہ سراپا کہ جو تھا فقر و غَنا کا شہکار
حق نے بخشا تھا جسے دبدبہ و رُعب و وقار
شیخؒ کا عکسِ حسِیں، عاشقِ شاہِ ابرارؐ
رَہرَوِ شوق، جو پیہم تھا رَواں سُوئے بگھار

ہاں وہ دَرویش، وہ عالِم، وہ وِلایت میں رفیع
پیکرِ مہر و وفا، حضرتِ مولانا سمیعؒ

میں نے دیکھا نہ کوئی مَردِ قلندر ایسا
شفقت و اُلفت و اِخلاص کا پیکر ایسا
بلکہ یوں کہیے، محبت کا سمندر ایسا
دیکھا گلزار بداماں نہ گُلِ تَر ایسا

شوکتِ فقر تھا عُشّاق کا وہ سرمایہ
میرے تایاؒ کا زمانے میں نہیں ہم پایہ!

کون ہو پیکرِ شفقت مِری ماؤں کی طرح
سایہ افگن تھیں جو رحمت کی گھٹاؤں کی طرح
زندگی کی وہ کڑی دُھوپ میں چھاؤں کی طرح
جن سے ماحول تھا جنت کی فضاؤں کی طرح

جس میں خوشیوں کا بسیرا تھا محبت کا وہ جوش
آہ افسوس کہ ہے آج حویلی وہ خموش

کِس کے جانے سے سلیٹّھ کی یہ گلیاں ہیں اُداس
کِس کی فرقت میں ہیں سب کوہ و دَمن محوِ یاس
آج اوڑھا ہے بہاروں نے خزاؤں کا لباس
کون لَوٹے گا یہاں؟ کِس سے لگائیں ہم آس؟

میرے تایاؒ کے گھرانے کا اُجالا نہ رہا!
آہ وہ لاڈلا، نازوں کا وہ پالا نہ رہا!

اپنے آبا کا مُصلّٰی رہا جس کی جاگیر
میرے تایاؒ کی جو سَر تا بہ قدم تھا تصویر
وہی انداز، وہی طرزِ تکلّم، تاثیر
داستاں دَرد بھری، جس کا فسانہ دِلگیر

ہائے کیوں قدر نہ کی، ہم نے وہ پیارا کھویا!
میرے تایاؒ کی وہ جاں، آنکھ کا تارا کھویا!

میرے گاؤں تجھے اللہ سلامت رکھّے
شاد یونہی تجھے تا صبحِ قیامت رکھّے
پھر مِرے گھر میں وہ اعزازِ اِمامت رکھّے
تیری اُلفت، مِری نَسلوں کی علامت رکھّے

جانِ امجدؔ ہے جسے اَرضِ سلیٹّھہ کہیے
اُس کا کوچہ جسے "اللہ کا مِٹھّا" کہیے!

ارشادِ نبوی ﷺ

خِیَارُکُمُ الَّذِینَ اِذَا رُءُ وا ذُکِرَ اللّٰہُ

ترجمہ: تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے (الحدیث)

(مشکوٰۃ شریف، باب الحُبُّ فِی اللہ)

قطعہ بیاد

عالمِ ربّانی، عارفِ یزدانی، قاسمِ فیضانِ حضرت مُجدّدِ الفِ ثانیؒ، نقیبِ عشقِ مصطفی ﷺ، زینت الاصفیاء، قائدِ تحریکِ تحفّظِ ناموسِ رسالتؐ، مُبلّغِ اسلام، محسنِ ملّت، حضور شیخ العَالَم

حضرت علامہ پیر محمد علاؤ الدین صدّیقی نقشبندی مُجدّدی نیرویؒ

زَہے! بُرہانِ شانِ کبریائی
خُوشا! عکسِ جمالِ مُصطفائی
تعالَی اللہ رُوئے شیخِ عالَم!
پہٗ دیدار آئی ہے خدائی

(۵ فروری ۲۰۱۷ء۔ یومِ تدفین حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)

قطعات بیاد

عالمِ ربّانی، عارفِ یزدانی، قاسمِ فیضانِ حضرت مُجدّدِ الفِ ثانیؒ، نقیبِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ، زینت الاصفیاء، قائدِ تحریکِ تحفّظِ ناموسِ رسالتؐ، مُبلّغِ اسلام، محسنِ ملّت، حضور شیخ العَالَم

حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدّیقی نقشبندی مُجدّدی نیرویؒ

وہ اَربابِ وفا کا راہبر تھا
فروغِ دیدۂ اہلِ نظر تھا
وہ پہرہ دارِ نامُوسِ رسالتؐ
نقیبِ عشقِ شاہِ بحر و برؐ تھا

وہ میرِ کاروانِ سالِکاں تھا
وہ فخرِ زُمرۂ صاحبدلاں تھا
امینِ عشقِ جامیؒ، سوزِ رُومیؒ
وہ اہلِ معرفت کا ترجماں تھا

وہ دانائے رُموزِ مثنوی تھا
وہ شمعِ بزمِ عرفانِ خودی تھا
دہن سے پھوٹتے تھے لعل و گوہر
سخن، غمّازِ علم و آگہی تھا

گُلِ یکتا نہیں کامل چمن تھا
وہ اپنی ذات میں اک انجمن تھا
تھی ہر منزل کے آگے اور منزل
وہ اک جُہدِ مُسلسل میں مگن تھا

وہ شخصیّت کہ جو عہد آفریں تھی
وہ کوہِ ہمّت و عزم و یقیں تھی
حقیقت ہے یہی، وہ ذاتِ والا
برائے عظمت و احیائے دِیں تھی

یہی کہتے ہیں اشکِ چشمِ پُرنم
بہت گہرا ہے اُس کے ہجر کا غم
دعا ہے امجدؔ عاصی کی یا رب
رہے تا حشر فیضِ شیخِ عالَمؒ

اظہارِ محبت بحضور حضرت مولانا محمد اعظم چشتی علیہ الرّحمۃ

(راچڈیل برطانیہ)

حسنِ اَخلاق کا شہکار تھے اعظم چشتی
پیکرِ اُلفت و ایثار تھے اعظم چشتی

اُن کا لہجہ تھا محبت بھرا ، شیریں گفتار
سچ ہے سر تا بقدم پیار تھے اعظم چشتی

ناز تھا گولڑے والے کی غلامی پہ اُنہیں
شیخ کے دل سے پرستار تھے اعظم چشتی

داعئ عشقِ نبیؐ، مردِ مجاہد، عالِم
مسلکِ حق کے وفادار تھے اعظم چشتی

مہرباں، مشفق و مخلص تھے وہ بے لوث انساں
سب کے محبوب تھے دلدار تھے اعظم چشتی

کیوں نہ ہو ان کی لحد نورِ نبیؐ سے روشن
عشقِ سرکارؐ سے سرشار تھے اعظم چشتی

اک زمانے کے لبوں پر یہ صدا ہے امجدؔ
عاشقِ سیّدِ ابرارؐ تھے اعظم چشتی

غزلیات

تضمین بر غزل سراج الشعراء حضرت بیدمؔ شاہ وارثیؒ

بصد تلاش بھی دَردِ نہاں نہیں ملتا
مریضِ ہجر ہوں دارُوئے جاں نہیں ملتا
خِرد سے دُور، جُنوں کا جہاں نہیں ملتا
وہ جام کیوں مجھے پیرِ مغاں نہیں ملتا
کہ جس کے پینے سے اپنا نشاں نہیں ملتا

نہ ہم خیال، نہ ہم ذَوق، نہ کوئی ہمدم
تلاشِ ماضی میں رہتی ہے میری دیدۂ نم
اداس کر گئے کہہ کر یہ حضرتِ بیدمؔ
اکیلا چھوڑ گئے مجھ کو رہروانِ عدم
بچھڑ گیا ہے مِرا کارواں نہیں ملتا

کبھی جفاؤں سے اپنی ہمیں ستایا ہے
کبھی ستم کا نشانہ ہمیں بنایا ہے
کسی سے کیا کہیں، اپنوں نے ظلم ڈھایا ہے
مٹانے والوں نے کچھ اس طرح مٹایا ہے
کہ قبر کا بھی ہماری نشاں نہیں ملتا

ہمیں بُلا کے شبِ ہجر، کُشتگانِ فِراق
بنا کے بزم کو حسرت کا آستانِ فراق
بسا کے ایک غم و یاس کا جہانِ فراق
وہ ہم کو چھیڑ کے سنتے ہیں داستانِ فراق
انہیں جو شب کو کوئی قصّہ خواں نہیں ملتا

ہے حرصِ دولتِ دنیا میں ہر کوئی مسرور
تلاش کرتا ہے ہر ایک، دوسرے میں قصور
ہے کس قدر یہ زمانہ وفا و مہر سے دُور
عدم سے آئے تھے دنیا کو سُن کے بزمِ سرور
مگر یہاں تو کوئی شادماں نہیں ملتا

ترے ہی نام کی تسبیح کو پروئے ہیں
تمھی کو شام و سحر یاد کر کے روئے ہیں
شبِ فراق کے مارے کبھی نہ سوئے ہیں
تمہارے ڈھونڈنے والے کچھ ایسے کھوئے ہیں
کہ ان کو آپ ہی اپنا نشاں نہیں ملتا

اسیرِ گیسوئے پُرپیچ و خم بنایا ہے
جمالِ ہوش ربا کی قسم بنایا ہے
مرے فسانے کو رُودادِ غم بنایا ہے
مجھی کو تختۂ مشقِ ستم بنایا ہے
تجھے بھی اور کوئی، آسماں نہیں ملتا

ہمارا ہونا تو جیسے کوئی بہانہ تھا
دَراصل مقصدِ تخلیق، تم کو پانا تھا
تمہی کو چاہنا، تم ہی سے لَو لگانا تھا
ہمارا کھونا ہی گویا تمہارا پانا تھا
کہ تم ملے تو ہمارا نشاں نہیں ملتا

جہانِ ہجر کا حالِ زبوں نہیں کہتے
زبانِ عشق میں سوزِ درُوں نہیں کہتے
اگر کمال نہ ہوتا تو یوں نہیں کہتے
ہمیں میں کچھ نہیں بیدمؔ یہ کیوں نہیں کہتے
یہ کیا کہا کہ کوئی قدرداں نہیں ملتا

ہمارا ذکر اُس بے مہر کے وِردِ زباں کیوں ہو
نہ ہو جب یاد ہی دل میں تو لب پہ داستاں کیوں ہو

مجھے اپنا بنا کر لے گیا دِل ہی جو سینے سے
تو پھر اُمّید کیسی، پُر اثَر میری فغاں کیوں ہو

ہوئے دل کے مکیں تو یہ حجابِ ہجر پھر کیسا
تمھیں تم ہو تصوّر میں تو نظروں سے نِہاں کیوں ہو

ہوا ہوں غرقِ بحرِ عشقِ جاناں موج کی مانند
مِٹا ہوں نام پر اُس کے مِرا نام و نشاں کیوں ہو

اُنھیں کے آستاں سے پاؤں گا ٹکڑے مقدّر کے
میں اُن کا ہوں، مجھے اندیشۂ سُود و زیاں کیوں ہو

جہانِ عشق کا دستُور ہے ضبطِ غمِ فرقت
ہمارے دل پہ جو گزری وہ چہرے سے عیاں کیوں ہو

تمنّائے پزیرائی ہے کیوں دنیا سے اے امجدؔ
نہیں جب کچھ ہُنر تجھ میں، تو کوئی قدر داں کیوں ہو

(دَرزمینِ میرزا اسد اللہ خان غالبؔ)

پھر بیخودی میں کیا ہمیں اپنی خبر ملے
لُٹ جائے دل ہی کیوں نہ، جو تجھ سے نظر ملے

ہم بھی سُنائیں کاش محبت کی داستاں
بے چارگی بتائیں اگر چارہ گر ملے

آباد دَرد و سوز کا ہو جس میں اِک جہاں
یا رب مجھے وہ رُوح وہ قلب و جگر ملے

غازے کو کاش پائیں تِرے آستاں کی خاک
سُرمے کے واسطے تِری گردِ سفر ملے

کہتے تھے جو "نہ ہوں گے جُدا عمر بھر" وہی
اِک عُمر بعد آج سرِ رہگزر ملے

غالبؔ کا کیا بیاں ہے کہ دِیوان میں ہَمیں
امجدؔ، وَرَق وَرَق پہ سخن کے گہر ملے

(در زمینِ میرزا اسد اللہ خان غالبؔ)

جِس سَمت بھی یہ دیدۂ حیراں اُٹھایئے
ہیں خُفتگاں جو دِل میں وہ اَرماں اُٹھایئے

ہم کو تَو ایک بھی نہ یہاں چارہ گر مِلا
اُٹھیے اب اِس دیار سے ساماں اُٹھایئے

کہنے لگے وہ سُن کے مِرے شکوہ ہائے ہِجر
اتنی سی بات پر تو نہ طُوفاں اُٹھایئے

کیوں دل دیا تھا ، دیکھ لیا دل لگی کا لُطف؟
سہیے فِراق، اب غمِ ہجراں اُٹھایئے

آیا ہوں آج شوقِ شہادت لیے ہوئے
للہ! اب نگاہ کے پیکاں اُٹھایئے

اشکوں سے بُجھ نہ جائے کہیں شمعِ زندگی
اب تو نقاب اے مہِ خُوباں اُٹھایئے

اِک عُمر سے یہ دیدہ و دِل فرشِ راہ ہیں
اب تو قدم بہ سُوئے غریباں اُٹھایئے

ہے اُن کا رُوئے مہر نُما رُوبرو، مگر
ہمّت کہاں کہ دید کو مِژگاں اُٹھایئے

رہیے فقیر بَن کے جہاں میں ' مگر کبھی
اصحابِ سیم و زَر کے نہ احساں اُٹھایئے

امجدؔ جہانِ دَرد میں ہو جایئے فنا
خوابیدہ دل میں حسرتِ جاناں، اٹھایئے

(دَر زمینِ میرزا اسد اللہ خان غالبؔ)

اُس کی حسرت ہے جو اپنا نہ بنائے' نہ بنے
چاہتا ہوں اُسے پھر بھی، کہ بُھلائے نہ بنے

بَن گیا اُن کا میں پہلی ہی نظر میں لیکن
زندگی بیت گئی، وہ مِرے ہائے، نہ بنے

جیتے جی مجھ سے نہ چُھوٹے کا درِ جانانہ
نہیں بنتا یہ جہاں میرا تو جائے، نہ بنے

خیر مانگوں میں شب و روز خدا سے جس کی
اُس ستمگر کی بِنا مجھ کو ستائے نہ بنے

غیر کے بس کی نہیں ، بات ہے اتنی جاناں
تُو بنائے تَو بنے، تُو نہ بنائے، نہ بنے

دِل کا کیا کیجے مگن ہے تِرے غم میں' لیکن
حسرت و یاس کہ اب اشک بہائے نہ بنے

کاش کہہ دے یہ کوئی جا کے اُسے، امجدؔ کے
آخری سانس ہیں اب بِن تِرے آئے نہ بنے

(دَرزمینِ میرزا اسداللہ خان غالب)

وہاں اِنسانیت کی خُو نہیں ہے
محبت کی جہاں خُوشبو نہیں ہے

حسیں چہرے تو ہیں لاکھوں جہاں میں
مگر تُجھ سا رُخِ دِل جُو نہیں ہے

ہے کیسا دِل فِگار آنکھوں میں منظر
تِری محفل ہے لیکن تُو نہیں ہے

نہیں دیکھا کوئی ہم نے، جو اُن کا
اسیرِ حلقۂ گیسُو نہیں ہے

یہ مانا ضبطِ غم ہے شرطِ اُلفت
مگر دل پر مجھے قابو نہیں ہے

ہے دِلکش لاکھ لیکن، مثلِ جاناں
ہلالی خَم، خَمِ اَبرُو نہیں ہے

وہ سُن کر ہی ترے ہو جائیں امجدؔ
تِری باتوں میں وہ جادُو نہیں ہے

ذکرِ جاناں ہم آج کرتے ہیں
پیش غم کا خراج کرتے ہیں

کلکِ غم سے کتابِ ہستی میں
حالِ دل اندراج کرتے ہیں

ذکرِ مَہ وش ہے زیرِ ماہِ تمام
ہم حسین امتزاج کرتے ہیں

اک اچٹتی نگاہِ ناز سے وہ
دردِ دل کا علاج کرتے ہیں

جیسا رکھّیں وہ، ہم غریب کہاں
شکوۂ احتیاج کرتے ہیں

خُوگرِ ظلم ہوں اک عُمر سے جو
وہ کہاں احتجاج کرتے ہیں

ہیں بظاہر وہ زیرِ خاک مگر
آج بھی دل پہ راج کرتے ہیں

شعر اپنے سنا کے روز امجدؔ
ہم انہیں، ہم مزاج کرتے ہیں

ہستی کی کچھ ہوس نہ کوئی آرزو رہے
مٹ جاؤں تجھ پہ یوں کہ فقط تُو ہی تُو رہے

صورت تِری سجی رہے بزمِ خیال میں
دل میں ہو یاد، لب پہ تری گفتگو رہے

ارماں اٹھے نہ دل میں کوئی اور عمر بھر
رُوئے حسیں تِرا جو مِرے رُو برو رہے

ساقی گیا تو لُٹ گئی میخانے کی بہار
وہ بزمِ میکشاں، نہ وہ جام و سبو رہے

ایسا بندھے تصوّرِ جاناں کہ رُوئے یار
آئینۂ خیال میں بھی ہو بہو رہے

امجدؔ وہ آئے تُربتِ ویراں پہ بعدِ مرگ
ہم تاحیات جن کی لیے، جستجو رہے

داغِ دل، زخمِ جگر کیسے دکھائے کوئی
اپنا افسانۂ غم کس کو سنائے کوئی

اپنے بیمار کو اب پوچھنے آؤ للّٰہ
راہ تکتے ہوئے یوں، مر ہی نہ جائے کوئی

جان لے راز، حقیقت کو جو پائے کوئی
تجھ سے دنیائے دَنی، دل نہ لگائے کوئی

کوئی ترسے تِرے دیدار کے اِک لمحے کو
تو تِرے رخ سے نگاہوں کو بسائے کوئی

شبِ ہجراں، سرِ مژگاں، غمِ تنہائی میں
تیری یادوں کے چراغوں کو جلائے کوئی

عہدِ رفتہ کو صدا دیتا ہوں اے ہم نفسو!
میری آواز سے آواز ملائے کوئی

اس کو حاجت نہیں کچھ ساغر و پیمانے کی
جس کسی رند کو نظروں سے پلائے کوئی

جو بھی تقدیر میں لکھّا ہے، ملے گا امجدؔ
کیوں کسی غیر کے احسان اٹھائے کوئی

سُرودِ عشق نہیں، مستیٔ نگاہ نہیں
سخن کی بزم میں اب دَرد و سوز و آہ نہیں!

مجھے بھی اپنی اماں کر عطا کہ میرے کریم
تری پناہ سے بڑھ کر کوئی پناہ نہیں

نہ یاں تغیّرِ تابش ہے، نَے طلوع و غروب
یہ رُوئے یار کی طلعت ہے، مہر و ماہ نہیں

حریمِ یار کی مہماں بنی ہے خلقِ خدا
نہیں تو ایک ہمیں اِذنِ بارگاہ نہیں

عذابِ جاں ہے سَرِ بزم بے رخی اس کی
ستم شعار کو کچھ پاسِ رسم و راہ نہیں

ہر ایک منصبِ دنیا سے ہے غنی امجدؔ
فقیرِ کوچۂ جاناں میں حُبِّ جاہ نہیں

چھڑ گئی برسرِ محفل مِرے جذبات کی بات
کھُل گئی یار کے آگے مِرے حالات کی بات

ایک ہم ہیں کہ سلیقہ نہیں کچھ کہنے کا
ایک وہ ہیں کہ بنا لیتے ہیں ہر بات کی بات

دیکھ کر مجھ کو سرِ راہ چرا لیں نظریں
پوچھتے کیا ہو مِری ان کی ملاقات کی بات

جب بھی کچھ بے خودیٔ شوق میں کہتا ہوں انہیں
چھیڑ دیتے ہیں وہ پھر سے مِری اوقات کی بات

جان لیتے ہیں خوشامد کے یہ ماہر مُلّا
شیخ کو سننی ہے بس اپنی کرامات کی بات

ذکر سے جس کے ملے دل کو سکوں کی دولت
حرزِ جاں ہم نے بنا رکھی ہے اس ذات کی بات

پُر اثر حضرتِ واعظ کے نصائح نہ ہوئے
راس آئی تو ہمیں پیرِ خرابات کی بات

دَفعَتاً آکے غمِ ہجر نے گھیرا امجدؔ
لب پہ آئی تھی ابھی وصل کے لمحات کی بات

یادِ جاناں کو کبھی دل سے نکالا نہ گیا
ذہن سے اُس رخِ تاباں کا اجالا نہ گیا

چشمِ پرنم سے ہوا حال غمِ دل کا بیاں
ہم سے جذبات کو الفاظ میں ڈھالا نہ گیا

مدتیں بیت گئیں ترکِ تعلّق کو مگر
نام سے اب بھی مِرے ان کا حوالا نہ گیا

رنج و غم، درد و الم، حسرت و یاس و فرقت
وہ خزینہ دیا اس نے کہ سنبھالا نہ گیا

جانتے ہم بھی تھے سب عیب و ہنر یاروں کے
پر کسی بات کو ہم سے تو اچھالا نہ گیا

بے رخی کے تری سنتا رہا طعنے لیکن
تیری محفل سے ترا چاہنے والا نہ گیا

گرچہ ہر بار بنا باعثِ آزار، مگر
دلِ ناداں کی کسی بات کو ٹالا نہ گیا

کل جو دیکھا تو وہی ناز و ادا تھی امجدؔ
اب بھی اس شوخ کا انداز نرالا، نہ گیا

مضطرب روح کا باعث میری افتاد نہ ہو
جس سے بے چین ہے یہ دل، وہ تری یاد نہ ہو

ایک تصویر بھی لے جا مِرے خط میں قاصد
عین ممکن ہے کہ ان کو مِری کچھ یاد نہ ہو

چیرتی جاتی ہے جو ہفت فلک پے درپے
بے بسی میں کسی مظلوم کی فریاد نہ ہو

وہ ہے کیا ذہن، نہیں جس میں تصوّر تیرا
وہ ہے کیا دل، جو تری یاد سے آباد نہ ہو

آرہی ہیں یہ جو رونے کی صدائیں پیہم
کہیں پہلو میں یہ اپنا دلِ ناشاد نہ ہو

مل نہیں سکتا کبھی کیفِ حضوری دل کو
جب تلک کشمکشِ دہر سے آزاد نہ ہو

جس طرح مجھ پہ شب و روز قیامت ٹوٹی
یا الٰہی کوئی یوں عشق میں برباد نہ ہو

سرِ محفل جو کہا اس نے "نہیں وہ اپنا"
جی میں ڈرتا ہوں یہ میرے لیے ارشاد نہ ہو

کبھی دردِ غمِ جاناں، کبھی رنجِ دوراں
کوئی اس دل کی طرح تختۂ بے داد نہ ہو

مجھ کو اپنا وہ بنا لیں گے بالآخر اک دن
یہ گماں محض مِرے ذہن کی ایجاد نہ ہو

کہاں امجدؔ کا سخن اور نصیریؔ تیور
اِس کو وہ شاعرِ یکتا کہیں اُستاد نہ ہو

آرزوئے فنا

کَربِ فرقت، ہجر کا دَرد و اَلَم رہ جائے گا
تم گئے، سوچا نہ اس سینے میں غم رہ جائے گا

رکھ کے جاناں سَر تری دہلیز پر جاں دیں گے ہم
عمر بھر کی آرزوؤں کا بھرم رہ جائے گا

بن کے ہم اڑتے پھریں گے کوچۂ جاناں کی خاک
مٹ کے بھی اتنا نشاں تو کم سے کم رہ جائے گا

مسکرا لیں گے تو یوں، ہم بادلِ ناخواستہ
ان کی حسرت سے مگر آنکھوں میں نم رہ جائے گا

لاکھ دلکش ہو ہلالی خم کی زیبائی مگر
نقش دل پر گیسوئے جاناں کا خم رہ جائے گا

داستاں رہ جائے گی اہلِ وفا کے عشق کی
اور اہلِ حسن کا جوروستم رہ جائے گا

وقتِ آخر جاں نکلتی جائے گی تن سے مگر
دِید کی حسرت سے اِن آنکھوں میں دَم رہ جائے گا

سوچ کر بے مہر، کتنے بے وفا امجدؔ ہیں لوگ
لکھتے لکھتے داستانِ غم، قلم رہ جائے گا

مچی ہے ہر طرف اِک دھوم جن کی نازنینوں میں
بسے ہیں آ کے وہ اِس خانۂ دل کے مکینوں میں

جو نکلے اشکِ غم اُس رُوئے تاباں کے تصوّر میں
نہیں دیکھی چمک ان سی کبھی ہم نے نگینوں میں

مَبادا یہ متاعِ زیست کوئی لُوٹ لے جائے
ہم اہلِ فقر رکھتے ہیں چھپا کر دَرد سینوں میں

یہ اہلِ دل ہیں جو سب کچھ لٹا دیتے ہیں چاہت میں
وفا کا نام تک بھی تم نہ پاؤ گے حسینوں میں

اُگائی فصلِ گُل جس نے سخن کی کشتِ ویراں میں
خدا کے فضل سے ہم بھی ہیں اُس کے خوشہ چینوں میں

خدا کی دَین ہے ، چاہے جسے سوزِ دُروں بخشے
نہیں ملتی یہ دولت اہلِ ثروت کے خزینوں میں

جو دیکھیں حُسن کی رعنائیاں اُس ماہِ خُوباں میں
جھلک پائی نہ ہم نے اُس کی اب تک مہ جبینوں میں

بنا کر اپنا دیوانہ، تڑپتا چھوڑ کر ہم کو
چھپا کر رُخ وہ جا بیٹھے ہیں اب پردہ نشینوں میں

تمہی بتلاؤ یوں یکسر نگاہیں پھیرنا ہم سے
بھلا کوئی قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں؟

بناوٹ دیکھ کر اُکتا گئے جو بزمِ دنیا سے
سُنا ہے آج کل امجدؔ ہے اُن گوشہ نشینوں میں

دَر غمِ فراق

زندگی ہجر میں کیا یوں ہی گزر جائے گی؟
عمر بھر یوں ہی یہ قسمت ہمیں ترسائے گی؟

کرکے دیوانہ چھپا بیٹھے رخِ زیبا کو
یہ نہ سوچا کہ محبت ہمیں تڑپائے گی

جس کی نظروں میں ہو اس یوسُفِ دوراں کا جمال
اور صورت کوئی کس طرح اُسے بھائے گی!

پل مہ و سال، مہینے ہیں یہ صدیوں کی طرح
عمر کہنے کو تو لمحوں میں گزر جائے گی

اب تو دیوانہ انہیں صبح و مسا سوچتا ہے
چل بسا تو انہیں دیوانے کی یاد آئے گی

یہ نہ سوچا تھا کہ فرقت کی خزاں چھائے گی
جلد یوں شاخِ تمنا میری مُرجھائے گی

ہے یہ امید پسِ مرگ، سمجھ کر ان کا
ان کے کوچے میں ہی دنیا مجھے دفنائے گی

قربتِ یار کی حسرت میں دمِ آخر تک
روح مجبوریٔ حالات پہ پچھتائے گی

اب تو اس کشمکشِ یاس میں رہتا ہوں مگن
پہلے وہ آئیں گے امجدؔ کہ اجل آئے گی

غزل

میں مُحب، وہ مِرا محبوب ہوا، خوب ہوا
واہ کیا خوب ہوا، خوب ہوا، خوب ہوا!

حُسن اور عشق کی تقسیم ہوئی روزِ ازل
کوئی طالب، کوئی مطلوب ہوا، خوب ہوا!

نہ ہوئی آپ کی گر ہم پہ توجّہ، نہ سہی
غیر جو آپ کا معتوب ہوا، خوب ہوا!

مُعترض، تُو نے نہ دیکھا تھا اُسے وقتِ شباب
ماہِ خوباں مِرا محبوب ہوا، خوب ہوا!

رکھ کے سر سنگِ درِ یار پہ جاں دی ہم نے
اپنا انجام خوش اُسلُوب ہوا، خوب ہوا!

تجھ سا بے وقعت و گمنامِ زمانہ امجدؔ
کوچۂ شیخؒ سے منسوب ہوا، خوب ہوا!

متفرقات

وقتِ دُعا

دِل خوں کے آنسو رویا شہیدوں کو دیکھ کر[24]
غزّہ کے نونہال یتیموں کو دیکھ کر

معصوم لاشیں دیکھ کے مائیں ہیں نوحہ زَن
ملبے تلے جوان ہیں بے گور و بے کفن

بے حال بچّیاں ہیں غمِ والدین سے
اور حکمران سوئے ہیں غفلت میں چَین سے

کس درجہ بے ضمیر ہیں مغرب کے یہ غلام
چُپ چاپ دیکھتے ہیں مسلماں کا قتلِ عام!

آباد کل جو شہر تھا، ملبے کا ڈھیر ہے
انسانیت کا قتل ہے! ہائے اندھیر ہے!

24 یہ نظم میں نے ۲۰۱۴ء میں اسرائیل کی غزّہ کے مظلوم محصورین پر بربریت دیکھ کر کہی۔

شام و عراق، جو تھے مسلمان کی پناہ
کیسا غضب ہوا کہ بنے آج قتل گاہ!

ہے لیبیا بھی رَزم کا میداں بنا ہوا
قیمت نہیں ہے خونِ مسلماں کی کچھ بھی کیا؟

عَرَب و عجم کے شہر ہیں میدانِ کارزار
سازش سے اہلِ کفر کی اُمّت ہے تار تار!

تھا عِلم جس کا اسلحہ، شمشیر تھی قلم
اُس قوم کے ہے ہاتھ میں بندوق اور بَم!

نفرت، عِناد، طاقت و زَر کے جُنون سے
بھائی کے ہاتھ سُرخ ہیں بھائی کے خون سے!

اُمّت نبیؐ کی عہدِ رسالتؐ سے کٹ گئی
افسوس آج قوم یہ فِرقوں میں بٹ گئی

ذہنوں میں میڈیا نے بھرا ایسا زہر ہے
اسلام دشمنی کی وبا شہر شہر ہے!

افغان قوم جنگ و جدل کا ہے یوں شکار
گویا کہ فتح جہل کی اور عِلم کی ہے ہار!

ارضِ وطن ہے تختۂ مشقِ سِتم بنی
اِس کی تباہی اہلِ سیاست نے ہے ٹھنی

فتنہ، فساد، ظلم و ستم، انتشار ہے
دھوکادہی، فقط ہَوَسِ اقتدار ہے!

کشمیر پر بھی ظلم کی ہے داستانِ غم
کیونکر ہے اُس کا تذکرہ دنیا میں آج کم؟

کل تھا جو بوسنیا میں قیامت کا اِک سماں
بَرما میں پھر ہے آج مسلمان بے اماں

یارب کرم ہو اُمّتِ خیرالانامؐ پر!
مِلّت یہ متّحد ہو فقط تیرے نام پر

دریا کی طرح بہتے مسلماں کے خُوں کو دیکھ!
ربِّ کریم! قوم کے حالِ زَبُوں کو دیکھ!

بغض و حَسَد، نفاق سے سِینوں کو پاک کر
اُمّت کو ایک، دِین کے اعدا کو خاک کر

گرچہ گناہگار ہیں، عصیاں شعار ہیں
نادِم ہیں یا الٰہی ! بہت شرمسار ہیں!

فرما معاف، اپنا بنا، ہم کو نیک کر
اپنی عطائے خاص سے اُمّت کو ایک کر

یا خاتَمُ الرُّسُلؐ، شہِ ذِیشانؐ اَلمدَد !
اُمّت یہ آپؐ کی ہے پریشان اَلمدَد!

(۲۹ اگست ۲۰۱۴ء)

اَشکِ قلم بَر حالِ خیرُ الاُمم

دِین سے دُور نہ گر تارِکِ قرآں ہوتے[25]
آج رُسوا نہ جہاں بھر میں مسلماں ہوتے

ہوتا غمخوار کوئی اپنا تو لاکھوں مُسلم
دَر پہ یورپ کے نہ یوں بے سَر و ساماں ہوتے

ایک ہوتی جو یہ اُمّت ، تو ہمارے بھائی
کُو بہ کُو در بدری سے نہ پریشاں ہوتے

لاشیں اٹھتیں نہ فلسطین میں یوں صبح و مَسا
ہم سب اک جسم کی مانِند ، جو یکجاں ہوتے

مسجدِ اقصیٰ کا ہوتا نہ تقدّس پامال
حکمراں اپنے اگر صاحبِ ایماں ہوتے

ہو کے مخلص جو اُٹھاتا کوئی حق کا پرچم
یوں نہ غزّہ میں سبھی قیدیٔ زِنداں ہوتے

---

25 یہ نظم میں نے یورپ میں شام اور بلادِ اسلامیہ کے مہاجرین کی بے سر و سامانی دیکھ کر کہی۔

ہوتی ہرگز کبھی بَرما میں نہ یوں نسل کُشی
باحمیّت جو جہاں بھر کے مسلماں ہوتے

کبھی ناحق نہ بہاتے کسی انساں کا لہو
خود یہ بے رحم درندے اگر انساں ہوتے

دین کے نام پہ یوں کرتے نہ ہم قتل گری
فرقہ بندی میں نہ گر دست و گریباں ہوتے

اپنے بھائی سے یہ نفرت، یہ عداوت، یہ نفاق ؟!
دیکھتے ہم کو گر اسلاف تو حیراں ہوتے

غیر مسلم کوئی مر جائے تو رَوئے دنیا!
پر نہیں آتے نظر قتل مسلماں ہوتے!

کیا عجب وقت ہے ، ظالم ہمیں کہتا ہے جہاں
دیکھتے، شام و سحر خونِ مسلماں ہوتے

غیر کے سامنے افسانۂ غم ، حالِ زَبوں
کیوں کہَیں، آپؐ کے یا شاہِ رسولاںؐ، ہوتے

اب تو امداد کو آجایئے یا شاہِ اُممؐ
آپؐ کے ہی ہیں ہم آلودۂ عصیاں، ہوتے

ہوتا گر سامنے سرکارؐ کا اُسوہ تو ہم آج
یوں جہاں بھر میں نہ تنقید کا عنواں ہوتے

بے جھجھک ہم کبھی ایماں کا نہ سَودا کرتے
یوں نہ مغرب کے اگر تابعِ فرماں ہوتے

جان و دل، ہوش و خرد سب ہوئے مغرب کے غلام
آہ ہم نام کے ہی کاش مسلماں ہوتے!

تُو سکھائے گا ہمیں حُرمتِ انساں، مغرب ؟
دشمنِ امنِ جہاں، قاتلِ انساں ہوتے ؟!

دِین کے نام پہ ہم سے جو نہ دھوکا ہوتا
یوں نہ ناکردہ گناہوں پہ پشیماں ہوتے

نوحہ سن لیتے توجّہ سے ترا بھی امجدؔ
خوابِ غفلت میں نہ گر محو مسلماں ہوتے

(۲۴نومبر ۲۰۱۵ء)

اِلتماسِ کرم بحضورِ شاہِ اُمم صلی اللہ علیہ وسلم

آرمی پبلک سکول پشاور کے المناک سانحہ کے موقع پر

جس میں دہشتگردی کے بدترین واقعہ میں قریباً ڈیڑھ سو بچوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

(یومِ سانحہ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء)

یا شاہِ اُممؐ اُمّتِ عاصی پہ کرم ہو
پھر قافلہ مِلّت کا رَواں سُوئے حرم ہو

چھینا گیا سرمایۂ آگاہی و دانش
پھر ہاتھ میں اِس قوم کے قِرطاس و قلم ہو

یکجا ہو ترے اِسمِ گرامی پہ یہ اُمّت
مشرق ہو کہ مغرب ہو ، عرب ہو کہ عجم ہو

جس طرح نہائے ہیں لہُو میں مِرے بچّے
اِس طرح جہاں میں نہ کہیں ظلم و سِتَم ہو

ترسے کوئی ماں یوں نہ کسی لختِ جگر کو
اِس طرح کوئی باپ نہ مجبورِ اَلَم ہو

ہیں ہاتھ تو رنگین مسلماں کے لہُو سے!
اور اِس پہ یہ کہتے ہو کہ تم خیرِ اُمم ہو ؟

تم جیسے درِندوں پہ ہو اللہ کی لعنت!
مولیٰ کرے ہر اِک سَرِ ناپاک قلم ہو!

نصرت ہو خدا کی مِری افواجِ وطن کو!
ہر مَردِ جَرِی نازِشِ اَربابِ ہِمَم ہو!

بہتی ہیں یہاں صبح و مَسا خون کی ندیاں
کیونکر سَرِ انسان خجالت سے نہ خَم ہو!

مِل جائے مِرے راہ نُماؤں کو یہ توفیق
اِن سب کے سدا وِردِ زباں "میں" نہیں، "ہم" ہو!

جُز آپؐ کے کس سے کہیں حالِ دلِ مُضطَر
کس طرح بیاں غیر سے افسانۂ غم ہو

حالات دِگر گُوں ہیں، زبُوں حال ہے اُمّت
للہ کرم! یا شہِ کونینؐ کرم ہو!

یا رحمتِ عالمؐ وہ مِلے اَمن کی خیرات
آئینۂ غم پھر نہ کوئی دیدۂ نَم ہو

(۱۱جنوری۲۰۱۵ء)

وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰہِ جَمِیعاً وَّلَا تَفَرَّقُوا

اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا۔

وَاذکُرُو نِعمَتَ اللّٰہِ عَلَیکُم اِذ کُنتُم اَعدَآءً فَاَلَّفَ بَینَ قُلُوبِکُم فَاَصبَحتُم بِنِعمَتِہ اِخوَاناً وکُنتُم عَلٰی شَفَا حُفرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنقَذَکُم مِّنھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُم اٰیٰتِہ لَعَلَّکُم تَھتَدُونَ

اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جب کہ تم تھے (آپس میں) دشمن پس اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں۔ تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم (کھڑے) تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچا لیا تمھیں اس (میں گرنے) سے یونہی بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اپنی آیتیں تاکہ تم ہدایت پر ثابت رہو۔

(آلِ عمران۔۱۰۳)

اُمّت بٹی ہے فرقوں میں ہر سمت کُو بہ کُو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

باہم مخالفت کی وبا ایسی چھائی ہے
رنجش ہے، دُوریاں ہیں، خلش ہے، جدائی ہے
اپنوں سے دشمنی؟ یہ عداوت؟ دُہائی ہے!
جس سے کلام ہے، وہ اگر تیرا بھائی ہے
نفرت بھرا ہے کیوں ترا اندازِ گفتگو؟
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

فرقہ پرستیوں سے یہ جنگ و جدال ہے
ہر صاحبِ شعور پریشان حال ہے
نایاب قائدین ہیں، قحطُ الرِّجال ہے
خیر الاُمم پہ آہ! یہ دَورِ زوال ہے
ہر شہر بہہ رہا ہے مسلمان کا لہو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

افسوس عالی ظرف وہ اسلاف نہ رہے
بغض و حسد، عناد سے دل صاف نہ رہے
اہلِ صفا کے سینے بھی شفّاف نہ رہے
اُلفت بھرے مزاج، وہ الطاف نہ رہے
نایاب مے ہے عشق کی، خاموش ہیں سبُو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

موضوعِ اختلاف سنو، دل کو تھام کے
عنواں مناظروں کے ہیں، نعرے عوام کے
قابل نہیں ہے مدِّمقابل سلام کے
غیروں سے رسم و راہ؟ برابر حرام کے

ہو کون چارہ ساز، کہیں کس کے رُو برُو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

تشویش میں عوام کو ڈالیں جو جا بجا
ہر بات اختلاف بنالیں جو جا بجا
مسلک سے ہر کسی کو نکالیں جو جا بجا
دستار دوسروں کی اُچھالیں جو جا بجا

رکھیں گے کیا وہ مذہب و ملّت کی آبرُو!
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

اندازِ اختلاف سکھاتی ہے درسگاہ
سجّادگی پہ لڑتے ہیں یاں اہلِ خانقاہ
اصحابِ علم و فضل نہیں مرکزِ نگاہ
ہوتی ہے جاہلوں کی مگر خوب 'واہ، واہ'

لے ڈوبی ہم کو منصب و شہرت کی جستجو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

قوم ایک ہے، مگر ہے عقیدوں میں اختلاف
رَمَضان کے ہلال میں، عیدوں میں اختلاف
دیکھا تلامذہ میں، مُریدوں میں اختلاف
سب میں ہے، پر نہیں ہے، یزیدوں میں اختلاف
باقی رہی نہ ہم میں کوئی دلنواز خُو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

ہے نعت خوانوں، مفتیوں، پیروں میں اختلاف
ہر جا ہے سخت دِیں کے 'سفیروں' میں اختلاف
اکثر جماعتوں کے امیروں میں اختلاف
ہر طبقۂ عوام، وزیروں میں اختلاف
رُسوا ہیں اس لئے ہمیں دنیا میں چار سُو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

خالق بھی ایک، خلق کا آقاؐ بھی ایک ہے
قرآن ایک، دِین بھی، کَلِمہ بھی ایک ہے
روزِ جزا پہ سب کا عقیدہ بھی ایک ہے
کعبہ بھی ایک، گنبدِ خضرا بھی ایک ہے
پھر کیوں نہ جانے بن گئے آپس میں ہم عدُو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

اللہ کی رضا کے لئے کاش ایک ہوں
ناموسِ مصطفیٰؐ کے لئے کاش ایک ہوں
نسلوں کی ہم بقا کے لئے کاش ایک ہوں
اِس وقت تو خدا کے لئے کاش ایک ہوں!

دِیں کا عَلم بلند کریں ہو کے قبلہ رُو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

پھر ایک ہو کے قوم یہ سُوئے حرم چلے
قرآن پڑھتے قافلۂ محتشم چلے
ماضی کی مثل شان سے خیر الاُمم چلے
شانہ بشانہ حشر تلک، ہم قدم چلے

پوری ہو اے خدا دلِ امجدؔ کی آرزُو
فرماں کسی کو یاد نہیں لَاتَفَرَّقُوا

لا تَقنَطُوا مِن رَّحمَةِ الله

میں جب کہتاہوں اِس اُمّت پہ مشکل وقت آیا ہے
نِدا آتی ہے اِس پر رحمتِ عالمؐ کا سایہ ہے
پکارا ہے خدا نے خود اِسے خیرُالامَم کہہ کر
مصیبت کی گھڑی میں اپنی نُصرت سے بچایا ہے

ذرا بُغض و حسد، نفرت ، عداوت چھوڑ کر دیکھو!
تعلّق سیّدِ کونینؐ سے تم جوڑ کر دیکھو!

سبز ہلالی پرچم

شوکتِ ارضِ وطن، شان میں عالی پرچم
میرے قائد کا حسیں نقشِ خیالی پرچم
شاہِ بطحاؐ کی عطا، فضلِ خدا سے امجدؔ
پَرتوِ گنبدِ خضرا ہے ہلالی پرچم

(۱۴اگست ۲۰۱۵ء)

حُبُّ الوطنِ مِنَ الاِیمان

وہ حسین خطّۂ پُرنور، خداداد وطن
خاص اللہ کا انعام ہے آزاد وطن
ہم غریب الوطنوں کی یہ دُعا ہے امجدؔ
تاابد شاد رہے شان سے آباد وطن

(۱۴اگست ۲۰۱۶ء)

الوداع مادرِ وطن

اب کے جاتا ہوں تجھے چھوڑ کے اے ارضِ وطن
ہے دعا لب پہ سدا شاد رہے تیرا چمن!
تیری گلیوں، ترے کوچوں سے ازل سے ہے لگن
جاں سے پیارے ہیں ترے دشت، ترے کوہ و دمن

جسم جاتا ہے، مگر روح دیے جاتا ہوں
جان و دل تجھ پہ میں قربان کیے جاتا ہوں

(۹؍مئی ۲۰۱۷ء، اسلام آباد ایئرپورٹ)

لوحِ تربتِ مبارک

عالمِ ربّانی، حضرت مولانا قاضی عبد القیوم صاحبؒ

ٹیپالی شریف

مدح لکھتا ہوں میں آج ان کی بطرزِ منظوم
علم و تقویٰ کی بدولت تھے جو سب کے مخدوم
عابد و مخلص و درویش، ولیؒ کامل
پیکرِ صدق و صفا، حضرتِ عبدُالقیّوم

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (حدیث)

عالمِ باعمل حضرت مولانا محمد بشیر نقشبندیؒ موضع درکالہ

خدمتِ دین سے تھی جن کی مُزیّن تقدیر
جن کی کوشش سے ہوئیں کتنی مساجد تعمیر
پیکرِ اُلفت و شفقت ، وہ وفا کی تصویر
مردِ حق ، عالِمِ دِیں ، حضرتِ مولانا بشیرؒ
شیخِ کامِل جو ملے حضرتِ عبدالرّحماںؒ
اُن کی نسبت سے ہوا وا درِ فضلِ یزداں

قطعہ بیاد

پیکرِ محبت واخلاص مجسّمۂ الفت وشفقت محترم ماموں

جناب صوبیدار عبدالخالق مرحوم ومغفور

اہلِ وفا و مِہر کا تُو اعتماد ہے
آبا سے مِل کے عالمِ برزخ میں شاد ہے
شہکار تیرا مسجدِ "انوارِ الٰہی"
آباد تیری یاد سے "رحمٰن آباد" ہے

لوحِ تُربت

جناب ماموں قاضی محمد محمود مرحوم ومغفور (ٹپیالی)

جن کو محبوب تھا قرآن، قیام اور سُجود
کام تھا ذکرِ خدا، صَوم و صَلوٰۃ اور دُرُود
شفقت و الفت و اخلاصِ مجسّم، درویش
پیکر مہر وفا، قاضی محمد محمودؒ

بیاد محترم ماموں حضرت قاضی عبد المجیدؒ (ٹپیالی)

بادَہ خوارِ جامِ وَحدت، دہر میں مردِ فرید
نُورِ چشمِ بابا فضل اللہؒ، مجذوبِ وحید
مُوتُوا قَبلَ اَن تَموُتُوا بن گیا جس کا اصول
عاشقِ ذاتِ الٰہی، حضرتِ عبدالمجیدؒ

قطعہ بیاد

جگر گوشہ و شبیہِ مردِ کامل حضرت مولانا محمد سمیعؒ نقشبندی مجدّدی

برادرِ محترم جناب مولانا طارق محمود نقشبندی مرحوم و مغفور سلیٹّھ شریف

نسبتِ خواجہ سلیٹّھویؒ نے بنایا مسعُود
اپنے اجداد کی مسجد میں رہا سَر بسُجود
وہ مِرے عَمِّ گرامیؒ کی مکمل تصویر
پیکرِ مِہر و وفا، مولوی طارِق محمود

راہ و رسمِ منزل ہا

خوشا! غلامِ شہنشاہِ نقشبندؒ ہوا
میں خوش نصیب! دو عالم میں اَرجمند ہوا

ہے مُعترض وہی اہلِ صفا کے فیضاں کا
خدا کے فضل کا دروازہ جس پہ بند ہوا

یہی ہے رمزِ حقیقت، کہ اپنے رب کے حضور
جھکا جو جتنا، وہ اُتنا ہی سر بلند ہوا

ملا ہے اُتنا مسافر کو قربِ منزل کا
رہِ نیاز میں جتنا نیاز مند ہوا

جو قربِ حق کا ہے خواہاں تو ترک کر نخوت
نہیں پسند خدا کو جو خود پسند ہوا

ہوئے جو وارثِ فقر و امینِ خُلقِ رسولؐ
میں ایسے شیخؒ کی نسبت سے بہرہ مند ہوا

نصیب ہوگی تجھے تب ہی رُوح کی معراج
جو تیرے نفس کا طائر تہِ کمند ہوا

نصیب ہوگا اُسی کو مقامِ سوز و گداز
وفورِ ہجر سے دل جس کا درد مند ہوا

دیا جو دل اُنہیں، دنیا سے ہو گیا آزاد
مِرے لئے مِرا سودا یہ سُود مند ہوا

کہاں یہ امجدؔ عاصی، کہاں رمُوزِ درُوں
نگاہِ شیخ ؒ سے یہ پست بھی بلند ہوا

بہارِ نعت[26]

قائم رہے سدا مِرے مولا وقارِ نعت
ملحوظ رکھیں نعت گو ، قدرو شعارِ نعت
ہر اک سخن کی صِنف ہے امجدؔ نثار نعت
شاداب تاابد رہے یوں ہی بہارِ نعت

26 یہ قطعہ میں نے محترم جناب حاجی محمد افضل صاحب (نیلسن برطانیہ) کے پروگرام "بہارِ نعت" پر کہا۔

دُعا بدرگاہِ کریمِ مُطلق

منظوم مفہومِ آیتِ کریمہ: وَاعفُ عَنَّا، وَاغفِر لَنَا، وَارْحَمْنَا، اَنتَ مَولانَا
فَانصُرنَا علَى القَومِ الکٰفِرِین

(آزاد)

یاالٰہی معاف فرمادے
بخش دے ہم گناہ گاروں کو
اپنے بندوں پہ رحم کر اے کریم!
تو ہی مولیٰ ہے ہم فقیروں کا
تیری دہلیز بِن کہاں جائیں؟
اپنی نُصرت سے، خاص رحمت سے
کفر و طاغوت پر فضیلت دے
اے عطا کیش، اے کرم گُستر!
تو یقیناً ہماری سُنتا ہے
در پہ حاضر ہیں حسبِ اُدعُونِی
عہد ہے اَستَجِب لکُم تیرا
شان ہے تیری در گزر کرنا
اپنے بندوں کی جھولیاں بھرنا

ممتا

(ایک ماں کے پیار کا منظر دیکھ کر)

مُیری ننّھی سی پری، تیرے تبسُّم کے نثار
ترے انداز پہ قرباں، میں فدا سو سو بار!
ترے آنے سے ہے آئی، مرے آنگن میں بہار'
روزِ اوّل سے رہی ہے یہی ہر ماں کی پکار

ہر ادا سے ہے عیاں، دل میں کہاں تھمتا ہے؟
پیار امجدؔ اِسے کہتے ہیں، یہی مَمتا ہے!

سہرا بہ تقریبِ شادی خانہ آبادی گُلِ گلزارِ ھاشمیّہ نُورِ نظر و جگر گوشہ یُوسُفِ بزمِ نقشبندیہ سیّدی و مُرشِدی حضرت قبلہ عالم مدّ اللہ ظلّہ العالی،

صاحبزادۂ محتشم محترم جناب عُزیر ہاشم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

عنایتِ خاصِ حق تعالیٰ، عطائے خیرُ الانامؐ سہرا
سجا ہے کیا خُوب آپ کے سَر ، عُزیرِ ذی احتشام سہرا

وہ ذاتِ ربُّ العُلیٰ کا مظہر ، وہ انبیاءؑ و رُسُلؑ کا سَرورؐ
سجا کے رحمت کا سَر پہ آیا ، عرب کا ماہِ تمامؐ سہرا

تھے شانِ رفعت پہ محوِ حیرت، مقامِ اقصیٰ پہ سب پیمبرؑ
گیا سجا کر جو سُوئے مولیٰ، وہ انبیاءؑ کا اِمامؐ سہرا

جنابِ ھاشمؒ کا یہ چمن ہے، انوکھی ہر پھول کی پھبن ہے
نِکھارے نوشہ کا بانکپن ہے ، عطائے آبائے کِرام سہرا

ہے چھائی ہر سُو بہارِ عشرت، کہ لے کر آئے ہیں آج کے دن
محبتوں کی نوید شادی، مُسَرّتوں کا پیام سہرا

جُھکائے اپنی ہر اِک لڑی کو، بصد نیاز و بصد محبت
عُزیر ھاشم کے رُوئے روشن کو کررہا ہے سلام سہرا

ہے نسبتوں کا نکھار اِس میں، ہے رنگِ فیضِ بگھار اِس میں
چمک سے خیرہ ہیں سب کی نظریں، ہے مرجعِ خاص و عام سہرا

اے مسند آرائے بزمِ دانش، رہے سلامت اے میرے مُرشِد
بہ فضلِ ربِّ کریم شاہی، بہ فیضِ شاہِ اَنامؐ، سہرا

قبول فرمائیں قبلہ عالم، برائے مدحِ عزیر ھاشم
ہے لکھ کہ لایا جو آج امجدؔ، یہ آپ کا اِک غلام، سہرا

(اپریل ۲۰۱۰ء)

سہرا بہ تقریب شادی خانہ آبادی
مدح گوئے ممدوحِ کائنات ﷺ، ثناخوانِ خوش الحان،
برادرِ عزیز محمد افضل نقشبندی سلمہ اللہ تعالیٰ

عطائے حق تعالیٰ، نوشۂ خوشتر کا سہرا ہے
شہنشاہِ دو عالمؐ کی عنایت سَر کا سہرا ہے

مبارک ہو تمہیں افضل!، شہِ چُورا کے فیضاں سے
رُخِ روشن پہ اُن کی نسبتِ اطہر کا سہرا ہے

لواءُالحمد تھامے نوشہء جنت کو جب دیکھا
پکارے انبیاؑ "کیا شافعِ محشرؐ کا سہرا ہے!"

مچی یہ دھوم جب وہ منصبِ محمود پر آئے
"تعالیٰ اللہ! کیسا ساقئ کوثرؐ کا سہرا ہے"!

چمکتی ہیں ضیائے نعت سے سب خوشنما لڑیاں
یہ سہرا، مدح خوانِ شاہِؐ بحر وبَر کا سہرا ہے

خُوشا! یوں جلوہ گر ہیں قاسمِ فیضانِ چُورا ہی
کہ بزمِ نقشبندیت کی شوکت، سَر کا سہرا ہے

نتیجہ ہے یہ کاملِ شیخ کی چشمِ عنایت کا
دعا ان کی، عطا کردہ انہیں کے دَر کا سہرا ہے

ثمر ہے یہ گرامی قدر والد کی دعاؤں کا
تمناؤں کا حاصل، چاہتِ مادر کا سہرا ہے

مسرت ہے عیاں چہروں سے، ہونٹوں پر تبسم ہے
محبت کا پیامی، بزم کے محور کا سہرا ہے

ہیں عنصر نقشبندی، ارشد و افضل مِرے بھائی
خوشی کیونکر نہ ہو امجدؔ یہ اپنے گھر کا سہرا ہے

(ستمبر ۲۰۱۳ء)

سہرا بہ تقریبِ پُر مسرّت شادی خانہ آبادی راجہ محمد ثاقب سلّمہ اللہ تعالیٰ

نُورِ نظر محترم راجہ محمد فاروق صاحب و برادرِ اصغر، پیکرِ اخلاص و محبت، برادرِ طریقت
راجہ ماجد حسین پردیسی بگھاروی سلّمہ اللہُ الباری

خدا کا فضل و احسان و کرم ہے خوشنما سہرا
شبِ اَسریٰ کے دُولہاؐ کی عنایت سے سجا سہرا

سواری جب چلی فردَوس کو نوشاہِ جنّتؐ کی
تَو اُس دم لحنِ داؤدی میں خَلقت نے سنا سہرا

وہی تو ہم گنہگاروں کو رب سے بخشوائے گا
اَزَل سے جس کے ماتھے پر شفاعت کا رہا سہرا

چمکتی فیضِ نسبت سے ہیں اِس کی پُرضیا لڑیاں
مبارَک ہو تمھیں ثاقب!، یہ مُرشِد کی عطا سہرا

قبیلہ ہے مِرے خواجہؒ کا جنجوعہ جسے کہیے
تو پھر کیونکر نہ ہو اِس کا زمانے سے جدا سہرا

حسین ڈولہا بنا راجہ سُمندرؒ کا جگر پارہ
ہے والد محترم فاروق صاحب کی دعا سہرا

خوشی ہے بزم میں ہر سَمت چہروں سے عیاں، ثاقب
محبت کا پیامی بن کے آیا ہے تِرا سہرا

بہاریں اِس گُلِستاں کی یونہی قائم رہیں یارب
گھرانے بھر کی خوشیوں کا رہے ضامن سدا سہرا

الٰہی عزّتیں سب بخش میرے بھائی ماجد کو
رہے فیضانِ مُرشِدؒ کا سدا سَر پر بندھا سہرا

صمیمِ قلب سے سب کو مبارَک پیش کرتا ہے!
خوشی محسوس دل نے کی، تو امجدؔ نے کہا سہرا

(۱۱مارچ۲۰۱۵ء، بمطابق ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ)

بھتیجی کے ڈاکٹر بننے پر

مولیٰ کرے جہاں میں بہت اونچا نام ہو
ہر ایک امتحاں میں سدا شاد کام ہو!
ہر وقت ہو قطار مریضوں کی اک طویل!
تندرست اس طبیب سے ہر خاص و عام ہو

ظہور حیدر افضل کی پیدائش پر[27]

چشمِ افضل کا نور، حیدر افضل
سب کے دل کا سرور، حیدر افضل
فضلِ مولیٰ سے، شاہِ چُورا کے
فیض کا ہے ظہور حیدر افضل

27 ظہور حیدر افضل میرے برادرِ عزیز محمد افضل نقشبندی (راچڈیل) (جن کے لیے میں نے ۲۰۱۳ء میں سہرا کہا تھا) کے نورِ نظر ہیں۔

رُت آئی پھیر بہار وے

(پنجابی)

رُت آئی پھیر بہار وے　　کدی مُڑ ماہی ہِک وار وے
پُھل کھڑن تے ہسّن کلیاں　　خوشبو دار ہواواں چلیاں
بن یار مرے کس کار وے　　رُت آئی پھیر بہار وے
کدِی مُڑ ماہی ہِک وار وے

رُووے دل تے مُک گئے ہاسے　　آن سیّاں سانوں دین دِلاسے
سب بُھل گئے ہار سنگھار وے　　رُت آئی پھیر بہار وے
کدِی مُڑ ماہی ہِک وار وے

جا ویکھاں ہن مکھڑا کس دا　　ماہی ورگا ہور نہ دِسدا
اساں ڈِٹھا جگ سنسار وے　　رُت آئی پھیر بہار وے
کدِی مُڑ ماہی ہِک وار وے

ہَسدی وَسدی دنیا ساری　　میں ہِک تیرے ہجر دی ماری
پئی رووواں زارو زار وے　　رُت آئی پھیر بہار وے
کدِی مُڑ ماہی ہِک وار وے

امجدؔ دُکھاں ڈیرے لائے　　مُڑ ماہی نئیں پھیرے پائے
میں سدیا لکھاں وار وے　　رُت آئی پھیر بہار وے
کدِی مُڑ ماہی ہِک وار وے

برادرِ مکرّم بھائی جان ظفر صاحب کی سالگرہ پر

(قطعہ)

خلوص و پیار رہاجن کا عمر بھر، محمود
مزاج، طرزِ سخن، فکر، معتبر، محمود
مِرے مُعلّمِ قرآن، مشفق و مُحسن
اُنہیں کا اسمِ گرامی ہے سَر ظفر محمود

اپنی سالگرہ پر

بھلا کس بات کی خوشی کیجے
یہ کہ اک اور سال گزرا ہے؟
اس برس بھی نہ کر سکے ہم کچھ
یہ بھی مثلِ خیال گزرا ہے

محمد خادم بلال عنصر کی پیدائش پر

شکر ہے اِس نویدِ خوشتر پر
فضلِ مولیٰ، عطائے سَروَرؐ پر
یا الٰہی سدا ہو تیرا کرم!
پیارے خادم بلال عنصر پر

۲۲جولائی۲۰۱۷

(محمد خادم بلال عنصر میرے برادرِ طریقت حافظ عنصر محمود نقشبندی چوراہی کے نورِ نظر ہیں)

تقریظ سے اقتباس

(از حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر پیر ساجد الرّحمٰن مدظلّہ العالی)

مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ میرے عزیزِ محترم مولانا امجد محمود صاحب جو گرامی مرتبت حضرت مولانا قاری عبد الرحیم صاحب کے فرزندِ ارجمند ہیں، حضرت پیر صاحب (پیر سیّد نصیر الدین نصیرؒ) کے کلام اور اسلوبِ بیاں سے متاثر ہیں اور شعر گوئی کے نہایت عمدہ ذوق سے متصف ہیں۔ ان کی شاعری میں شوکتِ الفاظ بھی ہے اور سوز و گداز بھی۔ برطانیہ کی سرزمین پر شعور کی آنکھ کھولنے والے نوجوان کے قلم سے اُردوئے معلّٰی اور تراکیب و مترادفات کا استعمال دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے: "اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"۔

میں بارگاہِ رب العزت سے پرامید ہوں کہ یہ نوجوان عالم جو مجھے بہت ہی عزیز ہے، آنے والے وقت میں علم و فکر اور شعر و سخن کے آسمان کا ایک دمکتا ستارہ بنے گا۔

طالبِ خیر

ساجد الرحمٰن